

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

تیسرے ارکیوزیشنڈ اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 25 ستمبر 2018ء بروز منگل بھرطابق 14 محرم الحرام 1440 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلادت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	04
3	تحریک التوانہ 2 جناب نصر اللہ خان زیرے، رکن اسمبلی۔	12
4	PSDP کی 2018-19ء کی پر بحث۔	14
5	باضابطہ شدہ تحریک التوانہ 1 پر بحیثیت مجموعی عام بحث۔	24

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر-----میر عبدالقدوس بننجو

ڈپٹی اسپیکر----- سردار بابرخان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی-----جناب شمس الدین

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔۔ جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر-----۔۔۔۔۔ جناب مقبول احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 25 ستمبر 2018ء بروز منگل بر طابق 14 محرم الحرام 1440 ہجری، بوقت سہ پہر 03:00 جبکہ 40 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام اپسیکر، سردار بابر خان موسیٰ خیل، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب قائم مقام اپسیکر:

السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

يَا يَاهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغْرِنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَقَفَةٌ وَلَا يَغْرِنَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ ه

إِنَّ الشَّيْطَنَ لَكُمْ عَذُولٌ فَاتَّخِذُوهُ عَذُولًا ط إِنَّمَا يَدْعُوُا حِزْبَهُ لِيَكُونُوْا مِنْ أَصْحَابِ

السَّعِيرِ ه الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ه وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

الصَّلِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَآجُورٌ كَبِيرٌ ه

﴿ پارہ نمبر ۲۲ سورۃ الفاطر آیات نمبر ۵ تا ۷ ﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اے لوگو! اللہ کا وعدہ سچا ہے، تو تم کو دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ (شیطان) فریب دینے والا تمہیں فریب دے۔ شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو، وہ اپنے (پیروؤں کے) گروہ کو بلا تا ہے تاکہ وہ دوزخ والوں میں سے ہوں۔ جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے سخت عذاب ہے اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ وَمَا عَمَلَيْنَا إِلَّا أَلْبَلَغْنَا۔

قائم مقام اسپیکر:

جزاک اللہ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قواعد و انضباط کار بلوجستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ 34 کے تحت سوالات پوچھنے کا عمل چونکہ اب تک متعلقہ معمولوں میں under process ہے لہذا آج وقفہ عسوالت نہیں ہوگا۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی:

سردار سرفراز چاکرڈوکی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:

سردار یار محمد رند صاحب نے کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:

حاجی محمد نواز صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:

محترمہ مستورہ بی بی نے نجی مصروفیات کی بنا آج تا اختتام اجلاس رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سکرٹری اسمبلی:

محترمہ فریدہ بی بی نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اپیکر:

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سکرٹری اسمبلی:

ڈاکٹر ربانہ خان نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اپیکر:

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔ جی محترمہ۔

محترمہ ماہ جبین شیران:

جناب اپیکر! شادی والے گھر میں گیس سلنڈر دھماکے میں چھ خواتین اور ایک بچی کی قیمتی جان ضائع ہوئی ہے اور آٹھ افراد critical conditions میں کراچی کے مختلف ہسپتاولوں میں زیر علاج ہیں، انکے لئے دعا کرائی جائے۔

جناب قائم مقام اپیکر:

جی۔ دعا فرمائیں۔

(اس مرحلہ میں دعائے مغفرت اور دعائے صحت کی گئی)

جناب قائم مقام اپیکر:

آمین یا رت النعائیں۔

جناب ثناء اللہ بلوج:

جناب اپیکر! point of order!

جناب قائم مقام اپیکر:

جی ثناء صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوج:

جناب اپیکر! شکریہ۔ میں آپ کی اور اس معزز زایوان کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو ہماری نوجوان نسل بالخصوص کالجوں میں جوزیر تعلیم نوجوان ہیں، ان کی زندگیوں سے متعلق ہے۔ 10 اگست

2017ء کو ایک decision ہوا جس کے تحت بلوجستان بھر کے کالجوں میں BA اور BSc کے پروگرام کو تبدیل کر کے BS کی کلاسز یا BS کے پروگرام شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا اُس کے بعد پورے بلوجستان میں یہ فیصلہ ہوا۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

شناء صاحب! پہلے کارروائی مکمل کرتے ہیں بعد میں اس پر بات کریں گے۔

جناب شناء اللہ بلوچ:

نہیں سرایہ important پوائنٹ آف آرڈر ہے، کارروائی اُسکے بعد آئیگی، یہ مختصر ہے اور اس پر آپ کی روونگ چاہوں گا۔ کل 24 ستمبر کو دوبارہ ایک notification identifying the colleges where BS programme is to be continued. انہوں نے، 2017ء میں جن بچوں نے BS کی کلاسز میں داخلہ لیا ہے، دوسسرہ میں اس کے بعد ابھی ہائر سینئٹری ایجوکیشن نے بغیر کسی consultation کے، بغیر کسی وہاں کے representatives کے، کالج کے بچوں کو اعتماد میں لیے بغیر، کل 24 ستمبر کو انہوں نے بلوجستان بھر کے کالج میں BS کی کلاسز یا BS کے پروگرام کو terminate یعنی ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ابھی اس میں ایک discrimination اور بھی ہے جناب اسپیکر! صرف اٹھارہ کالج میں BS کا پروگرام جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے جس میں سے 9 کالج صرف کوئی شہر میں ہیں اور باقی 9 بلوجستان کے کچھ اضلاع میں ہیں۔ یعنی بلوجستان کے 74 کالجوں میں سے صرف 18 کالج میں BS کا پروگرام چلے گا جبکہ باقی بیچے اس سے محروم رہیں گے۔ جواز یہ بتایا گیا ہے جس کا رونا ہم روز رو تے ہیں، infrastructure، پیچھر کی کمی، کتابوں کی کمی یا سہولیات کی کمی۔ ہم چاہتے ہیں کہ تعلیم پر توجہ ہو۔ میں اسمیں آپ کی روونگ چاہوں گا اس ایوان میں سب کے کالج۔۔۔ (مداخلت)

جناب قائم مقام اسپیکر:

شناء صاحب! اس پر بعد میں بات کریں گے۔ آپ روول 201 کو پڑھیں۔ ایک بار کارروائی شروع کرتے ہیں بعد میں۔

جناب شناء اللہ بلوچ:

کارروائی شروع کرنے کے بعد میرے خیال میں اگر آپ اس پر روونگ دے دیں کہ سیکرٹری کالج،

اور ایجکیشن نظر تو اس وقت موجود نہیں ہے، اس پر آپ رولنگ دے دیں کہ بلوچستان کے تمام کالجز میں جو اس کی continuation ہے، یہ جو terminate کیا گیا ہے، میرے خیال میں سیکرٹری صاحب بھی شاید یہ سمجھتے ہیں کہ point of order کے لئے ضروری نہیں ہے کہ ہم کارروائی شروع کریں۔ کارروائی ہم نے شروع کر دی ہے، ایک point of order آگیا تھا ہم نے دعا کی فاتح خوانی کی۔ تو جناب! کارروائی میرے خیال میں شروع ہو چکی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

شانے صاحب! یہ اسمبلی کی کارروائی سے متعلق ہے آپ روپ نمبر 201 دیکھیں۔

جناب شناع اللہ بلوچ:

سر! یہ notification کا public importance ہے۔ یہ کل نکلا ہے، میں آپ کو نارمل برس سے ہٹ کر جب بھی کوئی point of order کا public importance very matter of a big concern for urgent issue آتا ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ the public and for the people of Balochistan particularly for the youth. تو میرے خیال میں یہ point of order اسی کارروائی کے زمرے میں آتا ہے، سیکرٹری صاحب بھی اس کو جانتے ہیں۔ تو اس میں آپ صرف یہ حکومتی جو ہمارے دوست بیٹھے ہیں۔ اس وقت چیف منڈر صاحب نہیں ہیں، کوئی بھی ان میں سے اٹھ کر یہ assurance دے دیں کہ حکومت بلوچستان یعنی موجودہ حکومت یہ notification ختم کر کے بلوچستان کے تمام علاقوں میں BS کا پروگرام continue کرے گی۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر یونیورسٹیز):

جناب اسپیکر! شانے بلوچ کو میں سکینڈ کرتا ہوں۔ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہمارے جتنے بھی ساتھی، فاضل دوست ہیں۔ ہم ضرور ایک ڈسٹرکٹ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جہاں کالجز اور مختلف ادارے بھی ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جہاں کہیں قانون بنتے ہیں، وہاں نمائندوں کی رائے لینا ضروری ہے۔ کبھی کبھی اوپر سے کوئی ایسے فیصلے ہوتے ہیں، اس لئے شانے کو میں سکینڈ کر کے، اسکے لئے اگر علیحدہ نائم دوسرے سیشن یا اسی سیشن کے last میں یا پرسوں رکھیں۔ یہ اہم ہے اس پر بحث ہونی چاہیے اور ایک فیصلہ آنا چاہیے، بہتر ہے۔ اس سے پنجگور، خاران اور بہت سے علاقوں متأثر ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر:
صحیح ہے، شکر یہ۔

میرضیاء اللہ لانگو:

جناب اسپیکر! point of order

جناب قائم مقام اسپیکر:
بھی۔

میرضیاء اللہ لانگو:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ، سَمِّ اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ۔ جناب اسپیکر! قلات میں ایک تاریخی پولیس کا ایک ادارہ (RTC) جس کو بار بار، جب بھی کوئی نے آئی جی صاحب آ جاتے ہیں تو اس کوہیں اور شفت کرتے ہیں پھر ہم کوشش کر کے اسکو واپس لے آتے ہیں۔ ابھی پھر شنید میں آیا ہے کہ اسکو پھر کوئی شفت کیا جا رہا ہے۔ لہذا اسکے لئے آپ روائی دیں تاکہ یہ کہیں اور شفت نہ ہو، بہت شکر یہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

صحیح ہے میر صاحب! آپ بیٹھیں پہلے کارروائی شروع کرتے ہیں اُس کے بعد۔ جناب ناصر اللہ خان زیرے صاحب کی جانب سے تحریک التوا نمبر 2 موصول ہوئی ہے۔ قواعد و انضباط کا رہنمایہ بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر A-75 کے تحت میں تحریک التوا پڑھ کر سناتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ گزشتہ روز صوبائی کابینہ نے اپنے دوسرا منعقدہ اجلاس میں انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کو ہائی کورٹ کے فیصلے کے برخلاف مختص کردہ مقام اپسینی روڈ کی بجائے کسی دیگر مقام پر منتقل کرنے کے بارے میں فیصلہ کیا ہے جو کہ نہ صرف ہائی کورٹ کے فیصلے کی خلاف ورزی ہے بلکہ توہین عدالت کے زمرے میں بھی آتا ہے۔ لہذا اسکی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری عوامی نویعت کے حامل مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔ آیا کہ مذکور تحریک التوا پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟ ہاں یاناں میں جواب دیں۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر یونیورسٹیز اور ریاستی خوارج):

جناب اسپیکر! جو تحریک التوا پیش ہوئی ہے۔ اُس روز کیمنٹ کی میٹنگ میں ہم بیٹھے تھے، ایسا کوئی ہم نے فیصلہ نہیں کیا کہ یہ کینٹ میں ہو یا کینٹ سے باہر۔ ہائی کورٹ کے فیصلے کی رو سے اسکو باہر ہی بنایا جا رہا ہے۔ وہ minutes اُس کے پاس ہیں یا نہیں؟ یہ تو میرے خیال میں اُس کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے:

جناب اسپیکر! میرے پاس آزیبل ہائی کورٹ کا فیصلہ پڑا ہوا ہے۔ انہوں نے strictly کہا ہے کہ اپنی روڈ پر 321 کیٹر اسکو رفت ز میں پڑی ہوئی ہے، وہ اُس کے لئے مقص ہو۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

آپ فیصلے کی کاپی ساتھ لائے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے:

جی جی بالکل میرے پاس ہے ایسی بات نہیں ہائی کورٹ کا واضح فیصلہ ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران (وزیرِ حکومتہ سائننس و انفار میشن ٹیکنالوجی):

جناب اسپیکر!

جناب قائم مقام اسپیکر:

نہیں سردار صاحب! جب منظور ہو جائے پھر اس پر بحث ہوگی۔

وزیرِ حکومتہ سائننس و انفار میشن ٹیکنالوجی:

نصراللہ سے آپ نے کہا کہ وہ پیش کریں۔ ہماری ٹیبل پر تو ایک پرانا اچنڈا پڑا ہوا ہے باقی تو کچھ بھی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

پرنسٹ ہو رہا ہے جب منظور ہو جائے پھر آپ لوگوں کے پاس پہنچادیا جائیگا۔

وزیرِ حکومتہ سائننس و انفار میشن ٹیکنالوجی:

نہیں نہیں، اسپیکر صاحب! ایسے نہیں ہوتا آپ نے آدمی ہیں آپ کچھ ٹیبل پر کھوادیں۔ ابھی ہمیں پتہ ہی نہیں کہ کیا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

سردار صاحب! جب منظور ہوگی پھر آپ کی ٹیبل پر کھوادیں گے، ابھی تک منظور نہیں ہوئی ہے۔

وزیرِ حکومتہ سائننس و انفار میشن ٹیکنالوجی:

آپ میری عرض سنیں۔ ثناء بلوج صاحب نے وہ مسئلہ تو point of order پر اٹھایا تھا۔ یہ جو ہارٹ ہسپتال بن رہا ہے، اُس کے بارے میں یہی ہے کہ کوئی document تو ہو کہ ہمیں پتہ چلے کہ کہنا کیا

چاہتے ہیں؟

جناب قائم مقام اسپیکر:

جب منظور ہو گی پھر آپ کے پاس۔۔۔ (داخلت)

وزیر ملکہ سائنس و انفار میشن ملکنا لو جی:

نہیں sir ایسا نہیں ہے ناں، کوئی document، منظوری نامنظوری تو الگ بات ہے وہ توہاوس کی رائے ہو گی۔ اس وقت تو کوئی documents کیا وہ کہنا کیا چاہتے ہیں ہم اُس کو کیا oppose کریں گے؟ اُس کے بعد جا کے ایک بات ہو گی۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

وہ کاپیاں تمام MPA's کو دے دی جائیں تاکہ وہ پڑھ لیں۔

وزیر ملکہ سائنس و انفار میشن ملکنا لو جی:

نہیں نہیں جناب اسپیکر صاحب! پہلے کاپیاں provide کریں۔

میر اسد اللہ بلوج (وزیر ملکہ خوراک):

جناب اسپیکر! ہائی کورٹ کے فیصلے کی رو سے یہ کینٹ سے باہر بن رہا ہے۔ جہاں یہ کہہ رہے ہیں اُسی جگہ پر بن رہا ہے، ایس اینڈ جی اے ڈی ڈیپارٹمنٹ میں minutes موجود ہیں۔ جو فیصلہ ہے اُس کے رو سے یہ بات کریں یہ تو صرف point-score کرنے کی بات ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! ایسی کوئی بات نہیں ہے ہماری پارٹی ہماری حکومت ایسا کوئی فیصلہ نہیں کرے گی جو عوام کے خلاف ہو۔ یہ گورنمنٹ ہر چیز پر نظر رکھی ہوئی ہے۔ اور ہم ہائی کورٹ کے خلاف نہیں جاتے اگر ہم ہائی کورٹ کے خلاف جائیں تو contempt of court ہو گا، ہم کیسے جائیں گے؟ دیکھیں! ایسی کوئی بات نہیں ہے، دستاویزات کوئی نہیں ہیں اسکے پاس۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

آپ دومنٹ میٹھ جائیں کاپیاں سب کی لیبل پر پہنچائی جائیں گے۔

میر محمد عارف محمد حسنی:

جناب اسپیکر! ایسا کر لیتے ہیں میں گورنمنٹ کی طرف سے ان کو یقین دلاتا ہوں کہ جو بھی فیصلہ ہائی کورٹ نے کیا ہے اُس پر عملدرآمد کیا جائیگا۔ کابینہ فیصلہ کر گی اگر پریم کورٹ میں ہم نے اپیل کرنی ہو تو ہم کریں گے۔ اچھا! میں نہیں تھا یہ کوئی اور بات ہوئی ہے۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن ٹیکنالوژی:

جناب اپیکر صاحب! kindly ایسا کریں۔ وہ ضرور اپنا، جو بھی کہنا چاہتے ہیں اُس کا حق ہے، تحریک التوا لار ہے ہیں بسم اللہ۔ مطلب ہے اُنکا قانوناً حق ہے اور ہمیں بھی پتہ چلے کہ وہ کیا ہے۔ اُس نے لامحالہ آپ کے سیکرٹریٹ کو کوئی دی ہوگی۔

ملک سکندر خان ایڈ ووکیٹ:

جناب اپیکر! تحریک التوا آپ نے پڑھ کر سنائی۔ اُس کے بعد پھر آگے process ہوتی ہے۔ کا پیاں پہلے provide کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ ان کو اپنی تحریک پیش کرنے دیں اس کے بعد۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن ٹیکنالوژی:

زیرے! ایک منٹ ہم documents لے لیں پھر آپ ضرور پیش کریں وہ آپکا legal right ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے:

منسٹر صاحب! بڑی مہربانی۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن ٹیکنالوژی:

اپیکر صاحب! آپ ہر معزز رکن کو دے دیں۔ وہ اپنی تحریک التوانمبر 2 پیش کرے گا، ٹھیک ہے۔ اُس کی admissibility پر وہ بات کرے گا اس کے بعد ہم جواب دیں گے۔ اُس پر رائے شماری ہوگی کہ اس پر بحث ہو سکتی ہے یا نہیں، ایوان کی اکثریت فیصلہ کریگی وہ kill ہو جاتی ہے یا ہو جائیگی۔ وہ بحث کیلئے منظور ہوتی ہے پھر آپ اُسکے لئے ایک date رکھیں گے۔ تو kindly documents کے documents میں۔ سیکرٹری صاحب! اس کے documents میں۔ (مدخلت)

جناب قائم مقام اپیکر:

سردار صاحب! آپ بیٹھ جائیں زیرے صاحب آپ پڑھ کر سنادیں پھر ہاؤس سے پوچھا جائے گا۔

جناب نصراللہ خان زیرے:

جناب اپیکر! تحریک التوا کے بارے میں ہماری اسمبلی کے جو رواز ہیں اگر آپ وہ پڑھ لیں۔ منسٹر صاحبان کہہ رہے ہیں کہ اس کو ہم مسترد کریں گے۔ اس طرح نہیں ہے آپ کے رواز میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے اگر آپ پڑھ لیں یا مجھے تحریک کی کاپی دے دیں میں پڑھ لیتا ہوں۔ تحریک التوانمبر 2 جناب اپیکر! ابھی مجھے اجازت ہے میں پڑھ لوں؟

جناب قائم مقام اپیکر:

آپ پڑھ کر سنادیں۔

تحریک التوانمبر 2

جناب نصراللہ خان زیرے:

میں اسمبلی قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوانہ کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ گزشتہ روز صوبائی کابینہ نے اپنے دوسرے منعقدہ اجلاس میں انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کو ہائی کورٹ کے فیصلے کے بخلاف مختص کردہ مقام اپنی روڈ کی بجائے کسی دیگر مقام پر منتقل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جو کہ نہ صرف ہائی کورٹ کے فیصلے کی خلاف ورزی بلکہ توہینِ عدالت کے زمرے میں آتا ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری عوامی نویعت کے عامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام اپیکر:

آیا کرن مذکور کو تحریک التوانہ پیش کرنے کی اجازت دی جائے، کھڑے ہو کر بتا دیں۔ سردار صاحب آپ بیٹھیں۔ جو تحریک کے حق میں ہیں وہ مہربانی کر کے کھڑے ہو جائیں۔

جناب قائم مقام اپیکر:

آپ لوگ بیٹھ جائیں۔ پونکہ تحریک کو ایوان کی حمایت حاصل ہو گئی ہے۔ لہذا نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنی تحریک التوانہ 2 پیش کریں۔ (ڈیکس بجائے گئے)

وزیرِ ملکہ سائبنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی: جناب! آج آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام اپیکر:

روز میں 11 بندے کھڑے ہو جائیں پھر۔۔۔ (ماغلہ)

وزیرِ ملکہ سائبنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی:

میری عرض سنیں میں آپ تو ہوڑا سا guide کروں کہ انہوں نے تحریک التوانہ کی ہے اور اب وہ اسکی admissibility پر بات کریں گے اُس کے بعد رائے شماری ہو گی کہ اس کو بحث کے لیے منظور کی جائے۔ میں تو اس تحریک پر بات کرنے لگا تھا، ساتھیوں نے کہا۔ ایک منٹ مجھے پتہ ہے۔

میرا سداللہ بلوچ (وزیرِ ملکہ خوراک، سماجی، بہبود اور نان فارمل انجمنیشن):

یہ point out کر رہے ہیں کہ یہ ہائی کورٹ کے روں کے مطابق نہیں ہے۔ اُسکو violate

کر رہے ہیں۔ اُس کی violation ہو رہی ہے جبکہ ہم گورنمنٹ کی behalf پر یہ کہہ رہے ہیں کہ ہائی کورٹ کے فیصلے کے مطابق یہ سینٹر بنے گا۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

آپ اپنی نشست پر بیٹھ جائیں تحریک منظور ہو گئی ہے، گیارہ بندوں کی اُس کو حمایت حاصل ہو گئی ہے۔
وزیرِ حکومت سائنس و انفارمیشن میکنالوجی:

جناب! میں کابینہ کا حوالہ دے دوں؟

جناب نصراللہ خان زیرے:

آپ 75ء کے قواعد و انصباط کا رائیک دفعہ پڑھ لیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے:

بات تعداد کی نہیں ہے آپ روز پڑھیں نا۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

زیرے صاحب! اس پر صرف بحث ہو گی، یہ منظور ہو گئی ہے اس پر مزید بحث کرنا مناسب نہیں ہے۔

اب اپنی کارروائی کو آگے لے جاتے ہیں۔

جناب اصغر خان اچکزئی:

جناب اسپیکر! اس میں ایک بات add کرنا چاہتا ہوں کہ اس پر ہمارے آنریبل منسٹر کو اگر موقع دیا جائے اس کی وہ صحیح وضاحت کر لیں، اُس کے بعد بیٹھ، اگر اپوزیشن کے پھر بھی خدشات ڈور نہیں ہوتے تو ان کو دور کرنے کے لیے پھر حکومت تیار ہو گی۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

ابھی منظور ہو گئی ہے گیارہ بندوں کی حمایت حاصل ہو گئی ہے۔ تحریک التوانہ 2 پیش ہوئی۔

لہذا تحریک التوانہ 2 کو مورخہ 28 ستمبر 2018ء کو بحث کے لیے منظور کیا جاتا ہے۔

مورخہ 22 ستمبر 2018ء کی آسمبلی نشست میں PSDP 2018-19 پر مورخ شدہ بحث میں با قیماندہ معزز اکین اسمبلی کی جانب سے تجویز۔ جواز اکین اسمبلی 19-PSDP 2018 پر بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے اپنے نام مجھے بخواہیں۔

جناب اختر حسین لانگو: point of order جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

جی لانگو صاحب۔

جناب اختر حسین لانگو:

جناب اسپیکر! اُس دن بھی جب 19-2018 PSDP پر بحث ہو رہی تھی، ہم نے اس بات کی نشاندہی کی تھی کہ ہمارے پاس یہاں ٹیبل پر، ویسے تو اصولاً تو یہ ہونا چاہیے کہ دو دن پہلے ہمیں اسمبلی کی کارروائی ہمارے ایڈریس پر پہنچادی جائے تاکہ ہم اسکی study کر کے اسکی تیاری کر کے آ جایا کریں۔ اُس دن بھی ہماری ٹیبل پر اسکی تفصیلات نہیں تھیں اور آج بھی۔ جو 15 تاریخ کو آزیبل ہائی کورٹ کے سامنے روپورٹ پیش کی گئی تھی وہ روپورٹ بھی آج ہمارے پاس ٹیبل پر نہیں ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

تفصیلات آپ کو اپوزیشن نے دینی ہیں گورنمنٹ نہیں، کیونکہ۔۔۔ (مداغلت)

جناب اختر حسین لانگو:

نہیں جناب اسپیکر! ہم نے اُس دن بھی کہا تھا کہ 15 تاریخ کو انہوں نے آزیبل ہائی کورٹ کو روپورٹ دی ہے۔ ہمیں پتہ نہیں کہ اس روپورٹ میں کیا ہے ہم اُس پر کیا بحث کریں گے؟

جناب قائم مقام اسپیکر:

ابھی باقیماندہ اُس دن جنہوں نے اس پر بات نہیں کی ہے وہ ارکین اگر بات کرنا چاہتے ہیں تو اپنا اپنا نام بھجوادیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا:

جناب اسپیکر! PSDP پر بحث سے کرنے سے پہلے اسکی book ٹیبل کی جاتی ہے۔ اب ہمیں پتہ نہیں ہے کہ PSDP - original کیا ہے اور PSDP amended کیا ہے؟ اب اس سلسلے میں ہم بحث کس طرح کر سکتے ہیں؟ یہ ہماری ٹیبل پر ہونے چاہیے تھی تاکہ ہم اس کو study کر کے پھر اس پر بحث کرتے کہ original کیا بناتھا؟ اور اسکے بعد آزیبل ہائی کورٹ کی روشنی میں کیا پی ایس ڈی پی بناتے ہیں۔ اور موجودہ شکل اُس کی کیا ہے، final کس صورت میں آتی ہے۔ جب ہمارے پاس document ہی نہیں ہیں تو ہم بحث کس طرح کر سکتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: documents تو میرے خیال سے سب کے پاس ہوں گے

PSDP کے 2018-19 کے کارروائی آگے لے جاتے ہیں۔ بلوچستان کے مالی بحران کے ناظر میں این ایف سی ایوارڈ میں تاخیر اور وسائل کی تقسیم پر بحث۔ جو اکیلن بلوچستان اسمبلی کے مالی بحران کے ناظر میں این ایف سی ایوارڈ میں تاخیر وسائل کی تقسیم پر۔۔۔ (داخلت)۔

جناب شناع اللہ بلوج:

سردار صاحب! آپ بولنا چاہتے ہیں۔ جی آپ بولیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان (وزیر ملکہ سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی) :

گزارش یہ ہے کہ پہلے point پر کوئی بات ہی نہیں ہوئی ہے آپ سینئر point پر چلے گئے۔

آغا صاحب نے raise کیا ہے کہ PSDP پر نیا PSDP، اُس پر ہماری طرف سے۔۔۔ (داخلت)

جناب قائم مقام اسپیکر:

سردار صاحب! میں نے کہا جنہوں نے 22 تاریخ کو بحث نہیں کی ہے وہ اپنے نام بھجوادیں۔

وزیر ملکہ سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی:

نہیں نہیں آپ سینیں۔ انہوں نے ایک point raise کیا ہے ٹریئری بچر اسکو جواب دینا چاہ رہے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ آپ کی اجازت سے۔ پی ایس ڈی پی اور اسی point پر انہوں نے اجلاس requisite کیا ہے۔ تو ہماری گزارش یہ ہے جیسے آغا صاحب نے کہا۔ پرانا PSDP جو 19-2018ء کی available books ہیں شاید ہمارے فضل دوستوں کے پاس پہنچ چکی ہوگی۔ جہاں تک کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں، اُسمیں کوئی amendment ہے یا کچھ اسکیمیں جو individual قسم کی ہیں یا drop کی ہوں، اُن پر کام ہو رہا ہے۔ ہم نے پچھلے اجلاس میں بھی یہی گزارش کی تھی کہ اسکا طریقہ کار ہے، قانون ہو رہی ہیں، اُن پر کام ہو رہا ہے۔ ہم نے cabinet میں کوئی تبدیلی لائیں گے تو وہ cabinet جائے گا وہ اسکو approved کرے گی ہے کہ اگر پی ایس ڈی پی میں کوئی تبدیلی لائیں گے تو وہ cabinet کو اسی further اس آزیبل ہاؤس میں بھیجے گی، اس میں اُس کی منظوری ہوگی۔ تو اُس پر ابھی cabinet کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں کام ہو رہا ہے۔ اور انشاء اللہ ہم اُس میں دریں ہیں کرنا چاہتے کیونکہ سال کا end ہے۔ اور کورٹ کی direction بھی آئی ہے کہ 2019-2020ء اکتوبر سے ہم نے وہ بھی شروع کرنا ہے۔ تو یہ صرف اتنا simple ہے کہ ایک لکیر لگا کر ایک اسکیم کو نکال دیں، نہیں یہ پورا حساب کتاب ہے اس میں کتنا، اس وقت ہمارے پاس مالی پوزیشن کیا ہے اُس کے مطابق۔ کل ہماری cabinet کی میٹنگ ہے اس میں پہلا آئٹیم اسی PSDP کا ہے۔ تو میری دوستوں سے گزارش ہے کہ اُس کو ایک کنارے پر لگنے دیں۔

اُس کے بعد، مم آپ کے سامنے اس آزیبل ہاؤس میں لے آئیں گے کیونکہ بغیر اس ہاؤس کے میرے سارے سینئر دوست بیٹھے ہوئے ہیں، کہیں پر بھی، قومی اسمبلی میں، سینٹ میں یا پراویل اسمبلی میں ایک روپیہ بھی بغیر اسمبلی کی اجازت سے خرچ نہیں ہو سکتا۔ جب اسمبلی لیڈر آف دی ہاؤس کو allow کر دیتی ہے اُس کے بعد یہ بجٹ پاس ہوتا ہے۔ اور اُسمیں ڈولپمنٹ، نان ڈولپمنٹ اور سلیرین، یہ ساری چیزیں پھر اس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ تو کوئنکہ کورٹ نے اس میں intervene کیا ہے اور کچھ دفعہ بھی ہم نے ثناء بلوج صاحب سے گزارش کی تھی۔ انہوں نے فیصلہ پڑھ کر سنایا اُس میں کچھ چیزیں اُس دن شاید ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس کیونکہ کچھ لوگوں کی تقریبیں رہتی تھیں وہ بتانا چاہ رہے تھے کہ کس کس چیز پر ہمارے سی ایم صاحب نے already order کر دیئے ہیں کہ اس اس چیز کو rectify کریں۔ کچھ چیزیں ہیں جن پر ہم کر رہے ہیں اور کل ہماری cabinet میں، جو بھی صورتحال بنتی ہے next اجلاس میں ہم انشاء اللہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو کسی شکل میں لا کر اس موزرا یوان کے سامنے پیش کریں۔ اُس پر جو بھی صورتحال ہوگی پھر سامنے آئے گی۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

شکریہ سردار صاحب۔ جی

جناب ثناء اللہ بلوج:

یہ لیڈر آف دی ہاؤس کی commitment کے برخلاف ہے۔ باعث تاریخ کو جواجلas ہوا، اُسمیں تفصیلی بحث ہوئی۔ سردار صاحب سمیت ہماری اپوزیشن اور ٹریشری پیپلز کے اراکین نے اپنے تحفظات کا اظہار کیا۔ کورٹ کا فیصلہ میں نے تفصیل سے پڑھ کر سنایا۔ اسکے بعد چیف منسٹر صاحب اس commitment کے ساتھ گئے کہ ہم نے کہا وہاں سارے اعتراضات PSDP پر ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے جواب کے ساتھ اور اسکے بعد پی ایس ڈی پی میں کس طرح کا criteria کس طرح کا ہم ڈولپمنٹ فریم ورک بنانا چاہتے ہیں، اُس پر بات ہوگی۔ اسی لیئے آج کا دن اسمبلی کا اجلاس مختص ہوا۔ میری ایک رائے یہ ہے کہ کیونکہ چیف منسٹر صاحب ابھی تک نہیں آئے۔ ہمارے colleague، ہمارے ایک دوست کی ایک تحریک التوا امن و امان کے حوالے سے ہے وہ یہاں pending ہے۔ آپ پی ایس ڈی پی کے discussion کو اس تحریک التوا کے بعد لے لیں جب تک چیف منسٹر صاحب بھی آئیں گے۔ ہم جو اکیں ہیں جنہوں نے تیاری کی ہے۔ ہم اس ہاؤس میں کچھ ایک criteria اور کچھ تجویز دینا چاہتے ہیں۔

جو ایک fair and transparent یعنی مساوات اور انصاف پر منی جو ترقیاتی اسکیم بن سکتی ہے۔ ذیل میں جو best practices ہیں کہ کس طرح ترقیاتی اسکیم یا ترقیاتی پروگرام بنائے جاتے ہیں وہ آج یہاں دینا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ پی ایس ڈی پی پر discussion ہے۔ صرف اس PSDP کے حوالے سے نہیں ہے۔ ہم 2019ء کے PSDP کے حوالے سے بھی ایک clear حکمت عملی، یہ صوبائی اسمبلی یہاں ایک پالیسی بنائے گے۔ کیونکہ ہم نے پھر اکتوبر میں، جس طرح سردار صاحب نے خود کہا۔ اُس دن میں نے پڑھکر سنا یا کہ اکتوبر تک آپکو نئے PSDP کی اسکیمیں بھی مل جانی چاہئیں۔ لیکن میری معلومات کے مطابق آج تک پلاننگ اینڈ ڈولپمنٹ کا محکمہ بشمول جو بھی دوسرے محکمے جات ہیں، انہوں نے ابھی تک اپنے ذیلی محکموں کو جو line-departments ہیں یا اُنکے جو جوادارے ہیں district-base پر انکو بھی تک کوئی لیٹر بھی نہیں بھیجا کہ آپ کوئی feasibility کوئی PC-1 بھیجیں۔ تو سردار صاحب! یہ آپکے علاقے اور ہمارے علاقوں کی ترقی کیلئے ہمارے بچوں کے مستقبل کیلئے بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اس PSDP پر کوئی politics نہیں ہے۔ ہم اس PSDP کو واپسی سمجھے ہیں کہ یہ تو ہمارے لیے سب کیلئے قابلِ نقصان ہے۔ لیکن یہ جو discussion ہے چیف منستر صاحب آئیں گے۔ یہ بلوچستان کے آنے والے چار سالوں کی development strategy حکمت عملی اور frame-work کا تعین کرے گا۔ تو ہندزادوں کی تحریک اتواء ہے امن و امان سے متعلق وہ اس وقت take-up کر لیں اُس پر دوست بات کریں گے اسکے بعد پی ایس ڈی پی پر بات کریں گے۔ شکریہ۔

وزیرِ محکمہ ساتھیں و انفارمیشن ٹیکنالوجی:

میرے دوست کی بہت اچھی رائے ہے ہم خوش آمدید کہتے ہیں بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔ اور day one سے جس دن ہماری گورنمنٹ بنی ہمارے قائدیوان نے یہ پالیسی دی ہے کہ جو پچھلے دور میں ہوتا رہا ہے وہ ہم کبھی بھی نہیں کریں گے۔ ہم اُس میں victim تھے میں اُس وقت جمیعت العلماء اسلام حضرت مولانا فضل الرحمن کی پارٹی میں تھا ہمارے ساتھ جو ہوا آج وہ دونوں پارٹیاں نہیں ہیں اُنکا ایک ہی رُکن موجود ہے۔ ہم آپ دوستوں کو ساتھ لیکر چلنا چاہتے ہیں یہ ہمارے قائدیوان کی پالیسی ہے۔ (ڈیک بجائے گئے) ہم انشاء اللہ آپ کی ہر شب تجویز کو welcome کہیں گے۔ اور جو بھی ہمارے دوست ثناء بلوج صاحب نے کہا چونکہ آج قائدیوان ایک جنسی میں کسی میٹنگ میں گئے ہوئے ہیں وہاں بھی جانا ضروری تھا، پرائم منستر کی میٹنگ تھی اُسکیں چاروں وزراء اعلیٰ، اُس میں شرکت بھی لازمی تھی۔ تو آج اگر ہمارے

سی ایم صاحب اس موجودہ سیشن میں تشریف لائے تو it is good., otherwise کل کینٹ ہے۔ تو next جو آپکا جس دن بھی ہے، 28 کو ہے۔۔۔ (مدخلت، آوازیں) ہاں جی تو اس میں ہم انکی تجاویز ضرور لینا چاہتے ہیں یہ ہمیں گائیڈ کریں یہ بھی منتخب نمائندے ہیں یہ بھی اپنے علاقے کی بھلانی چاہتے ہیں۔ بلوجستان کے ساتھ 70 سال سے زیادتی ہوئی ہیں ہم چاہتے ہیں کہ سیاست سے ہٹ کر اس صوبے کیلئے کچھ ہم بھی deliver کر کے جائیں۔ اس صوبے کے عوام کیلئے ہماری خواہش ہے ٹریشوری پیپر کی خواہش ہے اور ہم دوستوں کو ساتھ لیکر چلنا چاہتے ہیں کہ اکم ایک تبدیلی آنی چاہیے۔ جیسے مرکز میں پیٹی آئی کا ایک نعرہ ہے کہ تبدیلی۔ ہمارے قائدِ ایوان نے بھی one day میں یہی کہا تھا کہ ہم بھی اپنی پارٹی (بلوجستان عوامی پارٹی) کی پلیٹ فارم سے یہاں کچھ deliver کر کے جانا چاہتے ہیں اور بتانا چاہتے ہیں کہ بلوجستان میں ہم اگلے چار، پانچ سالوں میں اسی طریقے سے میرے سارے دوست کسی نہ کسی پارٹی سے مسلک ہیں چاہے وہ جمیعت العلماء اسلام ہے یا بی این پی (مینگل) ہے یا ہمارے دوسرے دوست بیٹھے ہوئے ہیں جو ہمارے allies ہیں۔ تو ہم سب کی خواہش ہے کہ اس صوبے کو ہم اکم ایک جو ترقی یافتہ صوبے کہہ سکتے ہیں یا جو بھی ہے اُنکے برابر نہیں تو کم اُس row میں، اُس ڈوڑ میں تو لے آئیں۔ تو ہم انکی تجاویز کو welcome کہیں گے ہم دوستوں کو خوش آمدید کہتے ہیں جو تیاری کر کے آئے ہیں۔ انہوں نے خود جو یہ دی next Let to come the Leader of the House. تو اسکے آگے پھر ہم چلیں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

شکریہ سردار صاحب آپ نے آج بہت اچھی باتیں کیں۔ جی ایوان کی رائے لیتے ہیں کیا اچنڈا آئیٹم نمبر 3 پر کارروائی کا آغاز کریں جب تک قائدِ ایوان تشریف لاتے ہیں؟ جی فضل آغا صاحب۔
انجیل سید محمد فضل آغا:

جناب اسپیکر! گزشتہ ادوار میں NTS کے میٹس ہوئے تھے اور ان میں اساتذہ کی سلیکشن ہوئی تھی اب تک انکو appointments آرڈرنیٹس ملے ہیں۔ تو میری گزارش ہے کہ ٹریشوری پیپر کی طرف سے اگر اس پروضاحت کیجاۓ کہ وہ اساتذہ جو پچھلے آٹھ مہینے سے پچھلی گورنمنٹ کے ادوار سے ہر تال پر بیٹھے تھے۔ اُنکا کیا future ہے کہ آیا وہ NTS consider ہوں گے یا ان کیلئے دوبارہ امتحان ہوں گے کس طرح یہ معاملہ نہٹایا جائیگا؟ کیونکہ ہمارے بہت سارے لڑکے ڈر بدر پھر رہے ہیں۔ اور اس امید سے بیٹھے ہیں کہ ہم نے

ٹیسٹ کلیئر کیئے ہوئے ہیں اب ہمیں appointment آڑ رزمیں گے۔ تو اس سلسلے میں گورنمنٹ اگر اپنی پالیسی واضح کر دے تو بہت شکریہ۔
جناب قائم مقام اسپیکر:

آغا صاحب! تعلیم کا محکمہ بھی وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس ہے۔ جب وہ آئیں گے تو اس وقت اس پر بات کریں گے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوں):
میں اس بارے میں ذرا بتاؤں گا۔

جناب قائم مقام اسپیکر:
جی اچکزئی صاحب۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوں:

شکریہ جناب اسپیکر۔ یہ NTS جو بلوجستان میں کرائے گئے، اُسمیں تقریباً، ابھی بھی میری بات ہوئی ہے۔ ہمارے سارے بھائی حکمے اس حوالے سے تحفظات ہیں اُسمیں کوئی پختا لیس ہزار امیدوار پاس ہوئے تھے۔ پھر پچھلے دو میں بھی ہم نے یہ مسئلہ یہاں پونکٹ آف آرڈر رز پر اٹھایا تھا۔ پھر ہم نے قرارداد کی شکل میں اور مختلف طریقوں سے اس پر بحث ہوئی۔ یہاں تک کہ پھر درمیان میں یہ ہوا کہ پانچ ہزار پوٹھیں ہمارے پاس تھیں۔ ان پانچ ہزار پوٹھوں کے against some things جو اور پر appointments ہوئیں جو میرٹ کی بنیاد پر تھیں۔ کوئی چار سو تھے یا چار سو change ہوئی ہمارے چیف منٹر قدوں تھے وہ امیدوارہ گئے تھے۔ پھر انکی ایک strikes چل رہی تھی اور انہوں نے اپنے کمپ لگائے تھے کہ جی ہماری بھی appointments ہوئی چاہئیں۔ پھر جب گورنمنٹ change ہوئی ہمارے چیف منٹر قدوں صاحب آئے تو انہوں نے یہاں دو جگہوں پر انکی درخواستیں لینی شروع کیں کہ جو لوگ رہ گئے ہیں وہ ہمارے پاس آ جائیں۔ درمیان میں پھر انکی ایک اور ہڑتال شروع ہوئی، وہ اس بنیاد پر کہ جی سب کو لیا جائے۔ ہم بھی انکے ساتھ تھے وہاں ہم بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے یہی گزارش کی یہاں ایجوکیشن کے منظر تھے اور یہاں کی گورنمنٹ تھی کہ وہ ان لوگوں کو appoint کر دے۔۔۔ (مدخلت نہیں، وہ پھر اس طرح ہوا کہ وہ جو رہ گئے تھے 4 سو 25۔ انکے جو تھے۔ انہوں نے کہا کہ وہ 5 ہزار پوٹھوں کو complete کر کے انکو appointment کے آڑ ردیے جائیں۔ جب ہمیں پتہ چلا تو ہم نے بھی انکا ساتھ دیا۔ اور وہ 4 سو 30 تھے

یا 4 سو 40 تھے، جو بھی تھے۔ 4 سو سے اوپر تھے، انکو آرڈر زمل گئے۔ ابھی بھی انکی آل بلوچستان 2005ء، اینٹی ایس یو تھا ایکشن کمیٹی ہے۔ میں نے ابھی ان سے بات کی کہ ہمارے پاس اگر بلوچستان میں ٹول 25 ہزار available vacancies ہیں اور یہاں 45 ہزار امیدوار پاس ہوئے ہیں۔ اگر ہم سارے اکھے کر کے تو کس طرح لایا جائے گا؟۔ مطلب انکو کس طرح appoint کریں گے؟ تو میں نے یہ کہا کہ گورنمنٹ کو آپ ٹائم دے دیں۔ ابکیشن منستر ہو گا یا چیف منستر ہو گا۔ آپ ایک طریقہ کار فارمولہ بتادیں کہ اس سال اگر پانچ ہزار vacancies آتی ہیں تو پھر ان میں میرٹ ہو گا، بغیر میرٹ کے تو نہیں دے سکتے۔ اگر next year پھر پانچ ہزار آتی ہیں وہ اس طرح ہو گا۔ لیکن انکے جو رہ گئے ہیں ابھی تک انکی لست پڑی ہوئی ہے پانچ ہزار لگ گئے ہیں تو چالیس ہزار رہ گئے ہوں گے۔ انکے درمیان پھر میرٹ ہو گا پھر اس بنیاد پر جناب اسپیکر! ایک میرٹ لست بنے گی۔ جو بھی available vacancies ہو گی یا جو next بجٹ میں ہم نان ڈولپمنٹ میں پھر وہ cases رکھیں گے۔ پھر ان امیدواروں کے لئے ایک پالیسی بنائیں کہ اگر نئے لوگ آئیں گے ان کلیئے کیا کریں گے یا انکے درمیان میرٹ کیسے رکھیں گے؟ اس میرٹ کی بنیاد پر پھر ثاپ جو پانچ ہزار ہیں انکی appointments کر دیں گے۔ شکریہ

جناب قائم مقام اسپیکر:

شکریہ۔

جناب نصر اللہ خان زیرے:

منستر صاحب تو بیٹھے ہیں لیکن گیلری میں نہ ہوم سیکرٹری ہے نہ آئی جی پولیس ہے نہیں سی پی اکاؤنٹنٹ ہے۔ ابھی آپ تمام ممبران اپوزیشن کے بھی اور حکومتی پیپرز جس پر اپنی تباہ ویز دیں گے، لاء اینڈ آرڈر پر ایک اہم issue ہے۔ میں منستر صاحب سے کہونا کہ وہ کم از کم آج ہوم ڈیپارٹمنٹ اور پولیس ڈیپارٹمنٹ کو تو پابند کریں۔ سردار صاحب پہلے آپ کہتے تھے کہ کوئی موجود نہیں ہوتا ہے۔ آج امن و امان کی صورتحال سے متعلق ہے آپ انکو بولا لیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

زیرے صاحب! آپ بیٹھیں۔ منستر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ نوٹ کریں گے جو بھی جسٹ ہو گی۔

جناب سليم احمد حکومہ (وزیر حکومہ داخلہ و قائمی امور): سیکرٹری صاحب کسی مسئلے پر گئے ہیں۔ باقی آپ لوگ اچھی تباہ ویز دیں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ نوٹ کروں گا۔ بہتری آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

ملک نصیر احمد شاہوں:

زمرک خان نے جوبات کی۔ آج بھی میں ان سے ملا تھا وہ سات مہینے سے پریس کلب کے سامنے احتجاج پڑھتے ہوئے ہیں، بھوک ہر تال پر ہیں۔ ہم نے ایک، دو دفعہ انکے کیمپ میں جا کے ان سے اظہار ہمدردی بھی کیا۔ پچھلے دو میں جو ایک دفعہ کچھ لوگ اُسمیں بھرتی ہوئے، پچھلی گورنمنٹ کے دوران۔ لیکن NTS کے ان اُمیدواروں کی بجائے اُس وقت کے منشی نے بہت سارے ایسے اُمیدوار جنہوں نے نہ کوئی ٹیکسٹ پاس کئے تھے نہ کوئی امڑو یو دیئے تھے، اُس میں شامل کیتے تھے۔ (ڈیک بجائے گئے) اور اُس NTS میں میرے خیال میں بہت ساری ایسی بھرتیاں ہوئی ہیں جو اصل اُمیدوار ہیں آج بھی ان میں سے، انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ تین سو یا چار سو لوگ ابھی تک رہ رہے ہیں۔ وہ لیٹیں ان کے پاس ہیں۔ تو آج میں اس ایوان کے دوستوں سے یہی التماں کرتا ہوں، خصوصاً تریزہ ری پیپر کے دوستوں سے کہ کم از کم سب سے پہلے ان سے اظہار ہمدردی کیلئے کوئی جائے وہاں ان سے ملے انسانی ہمدردی کی بنیاد پر سات، آٹھ مہینے ہوئے ہیں۔ یعنی گورنمنٹ بھی میرے خیال میں ایک مہینے سے آئی ہوئی ہے۔ تو ان لوگوں کی جو لسٹ موجود ہے۔ آئندہ کیلئے کوئی اور میراث ہوگا۔ جو پرانے میراث والے تھے جنہوں نے امتحان دیا تھا ایک سال سے میٹھے ہوئے ہیں۔ تو کم از کم سب سے پہلے ان کیلئے کوئی راہ تلاش کی جائے وہ ساتھ تین سو، چار سو رہے ہیں۔ اگر پانچ ہزار بھرتی ہوئے تو میرے خیال میں یہ ساتھ تین سو کو بھی لے لیا جائے۔ اور اُس کے بعد پھر آئندہ کیلئے میراث پر چلا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

شکریہ۔ آپ نے اچھی بات کی۔

محترمہ شکلیلہ نوید ٹو رفاقتی:

ایک، دو چیزیں ہیں جن کو میں آج یہاں اس ان میں لانا چاہوں گی۔ سب سے پہلے میں LUAWMS یونیورسٹی جیسے ہمارے NTS کے اسٹوڈنٹس سراپا احتجاج ہیں۔ میں لسیلہ یونیورسٹی آف ایگرل کلچر، واٹر اینڈ میرین سائنسز کے اسٹوڈنٹس کے حوالے سے بات کروں گی کہ جوچھ اتنا عرصہ اپنا وقت دیتا ہے اپنا پیسہ دیتا ہے۔ ایک فیلڈ میں experties کیلئے۔ اُسکے بعد unemployment سب سے بڑا یہ ہو ہے ہماری young generation کیلئے۔ ایک application جو LUAWMS یونیورسٹی کے اسٹوڈنٹس نے پہلے بھی raise کی تھی اور ابھی بھی میں ان کی behalf پر بات کروں گی کہ جس طرح آپی وسائل کی وجہ

سے جیسے سنا جاتا ہے کہ war وہ بھی پانی کیلئے ہو گی۔ تو ہماری LUAWMS یونیورسٹی کی جو water resource management ہے اس کا جب قیام عمل میں لایا گیا ابھی تقریباً تین سو سے زیادہ گریجویٹس طلباء و طالبات دس سال کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی آج کل یروزگاری اور در بذر کی ٹھوکریں کھاری ہی ہیں۔ اُس کی وجوہات یعنی یہاں گورنمنٹ explain کرے کہ آیا انہیں teaching کی اتنی زیادہ positions create کرتے ہیں تو آیا جو ہمارے اس fields کے ہیں چاہے وہ water management ہے چاہے وہ کوئی اور ہے تو یہ کیوں ignored ہیں۔ اس کی بہتر منصوبہ بندی کی جائے اور جو IWR ہے اُن کے project میں water resource management کی tributes کی ہیں اور تین سو سے زیادہ LUAWMS کی ہیں ان کو adjust کرنے کے لئے، ان کے لئے علیحدہ Directorates بنائے جائیں یا کسی بھی ڈپارٹمنٹ کے ساتھ انکو attach کیئے جائیں تاکہ یہ ہمارے جو یروزگار بچے ہیں یہ ضائع نہ ہوں۔ نمبر ایک، اس کو دیکھا جائے اور secondly NTS کا کہا گیا ہے کہ آٹھ مہینے سے وہ ہسپتال پر بیٹھے ہوئے ہیں اور اُن کیلئے کوئی action نہیں لیا جا رہا ہے۔ اسی طرح میں تھوڑی کڈنی سینٹر کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی 2015ء سے کڈنی سینٹر میں appoint 267 employees ہوئے ہیں contractual level اور contractual level اور attachment پر اور contingents تین یوں پرانوں نے اپنا جو اسٹاف hire کیا ہوا ہے۔ آیا اُس میں زوں پالیسی apply کیا گیا ہے اور اگر کیا گیا ہے تو وہ یہاں پیش کیا جائے۔ اور اُسکے علاوہ جو positions vacant تھے اُن کے پاس Director HR, Director Admin and Director Finance. کوئی بھی اپنے فیلڈ سے بندہ اس وقت appointed نہیں ہے یہ میں آپ کے تمام ایوان کے knowledge میں لانا چاہوں گی ان کی experties اپنے انکے field میں نہیں ہیں۔ اور جو بورڈ آف گورنر ہے یہ صرف ہمیں جب کہتے ہیں طبقوں میں یعنی باٹھنے کی ضرورت ہے۔ تو یہاں بھی baseless specific کیا ہے dominating کچھ لوگ ہیں جو اس بیچ میں بیٹھ کے ہسپتال پر dominated ہیں۔ آیا اس اسٹاف کی جو اپنی زوں پالیسی ہے اُسکو ہمیں پیش کیا جائے کہ اُسی کے مطابق یہ staff hiring betterment کر رہا ہے۔ اور مزید اس میں review Board of Governors کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ میدم۔ جی نصر اللہ ذیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے:

جناب اسپیکر! میں گزارش کروں گا کہ قواعد و انضباط کارکے روں 201 ہے یہ اگر ہمارے دوست پڑھ لیں ”عوامی اہمیت کے حامل نکات کیلئے وقت کا تعین“، نمبر ایک۔ ”اسپیکر کسی روز کی فہرست میں موجودہ کارروائی نہیں کرنے کے بعد اکان کو عوامی اہمیت کے حامل نکات اٹھانے کیلئے وقت مختص کرے گا“، کوئی بھی عوامی اہمیت کا کلمہ اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

یہی تو ہم کہہ رہے ہیں زیرے صاحب! کہ ہم لوگ کارروائی آگے لے جاتے ہیں آپ مہربانی کر کے بیٹھ جائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے:

جناب اسپیکر! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر اس طرح جو points اٹھائے جا رہے ہیں، اس کو بعد میں، روز میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے۔ ابھی تحریک التوا پر آپ بحث کا آغاز کروائیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

آپ بیٹھیں۔ میں کارروائی آگے لے جاتا ہوں۔

وزیر چکلمہ سائنس و انفارمیشن میکنالوجی:

جناب اسپیکر! روز کا ہمیں بھی پتہ ہے، محترمہ جو پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہی ہیں کہ یہ out of agenda تھا۔ ہم خاموش رہے، وہ خود نشاندہی کر رہے ہیں اُن کے ساتھی ہی بول رہی تھی۔ ہمیں روزہ کا پتہ ہے، ہم تو چاہ رہے تھے کہ آئیٹم نمبر 4 ہے، اُس پر سلسلہ ہوتا ہے۔ اُس پر NTS بھی آگیا اور دوسرا بھی آگیا۔ اُن کی طرف سے ہے ہم نے اُن کو disturb نہیں کیا ہے۔ یہ روزہ ہمیں پتہ ہے۔ وہ خود اپنے ساتھیوں کیلئے روز پڑھ کے تو اسیں آپ کیلئے گزارش ہے کہ جو zero hours ہوتا ہے یا وقفہ سوالات ہوتا ہے وہ آپ کے چیز کی طرف سے آتا ہے۔ یا کوئی پوائنٹ آف آرڈر کوئی اہم نقطہ ہے، تو اُس پر پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہے۔ تو یہ ساری unemployment کی چیزیں ہیں۔ تو اچھا ہے کہ میرے فاضل دوست نے اس چیز کی نشاندہی کی ہے۔ ہماری بھی گزارش ہے کہ بجائے وقت ضائع کرنے کے، آئٹم نمبر 4 پر آ جائیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ سردار صاحب۔ ابھی کارروائی کی طرف آتے ہیں۔ زیرے صاحب!

آپ نے کہا ہے کہ ”آئی جی صاحب نہیں ہیں“، اُن کی جگہ طارق صاحب، SSP انویسٹری گیشن صاحب آئے ہوئے ہیں۔ تو مورخہ 22 ستمبر کی اسمبلی نشست میں باضابطہ شدہ تحریک التوا نمبر 1 پر بحثیت مجموعی عام بحث۔ قواعد و انصباط کا ربلوجستان صوبائی اسمبلی کے قاعدہ 77 کے تحت تحریک التوا پر بحث کے دوران تقریر کیلئے 15 منٹ سے زیادہ وقت نہیں دیا جائیگا۔ جنہوں نے پیش کی ہے وہ بات کر سکتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب اسپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے امن و امان کے حوالے سے تحریک التوا پیش کرنے اُس پر بولنے کی اجازت دی۔ جناب اسپیکر! یقیناً امن و امان کی جو صورتحال ہے overall اگر ہم دیکھیں ہمارے صوبے میں اور اس ملک میں، گزشتہ چالیس سالوں کی جو ہماری پالیسیاں رہی ہیں۔ بالخصوص جزل ضیاء کی فوجی آمریت کے دور میں جو سلسلہ شروع ہوا، اُسکے بعد یہ تمام خطہ، ملک اور بالخصوص پشتو نخواطن اسکا شکار رہا۔ اور حال ہی میں جو واقعات رونما ہوئے، چین میں ایک واقعہ ہوا جس میں ایک شخص شہید ہوا۔ اور اُسکے بعد پیش میں برشور کے استٹنٹ کمشنر کی گاڑی پر حملہ ہوا۔ اُس میں ہمارے تین یویز کے ہلکا ر شہید ہوئے۔ اُس کے بعد پھر 16 ستمبر کو قلعہ سیف اللہ میں ایک اور واقعہ ہوا جس میں رسالدار یویز محمدفضل اختر زئی پر سرعام بازار میں فارنگ کی گئی جس سے وہ شہید ہوا۔ اور اُس کے دونوں بعد پھر قلعہ سیف اللہ میں ایک واقعہ ہوا۔ جس میں تین مزید ہمارے یویز کے ہلکا ر شہید ہوئے۔ جناب اسپیکر! یقیناً جو یہ صورتحال ہے اس کی ایک بہت لمبی تاریخ ہے۔ اور اس ہاؤس میں ہم ہمارے تمام دوستوں نے اس پر بارہا کہا ہے کہ اگر یہ صورتحال رہی، ہم نے اپنی خارجہ اور داخلہ پالیسی تبدیل نہیں کی تو ہم اس دشمنگردی کی صورتحال سے نکل نہیں سکیں گے۔ جناب اسپیکر! آپ نے بالخصوص 2005ء کے بعد جو صورتحال ہمارے اس صوبے میں ہوئی، جس طرح ہمارے عوام کی ٹارگٹ کلنگ کی گئی۔ جس طرح یہاں پنجابی بولنے والوں کی ٹارگٹ کلنگ کی گئی۔ جس طرح ہمارے یہاں ہزارہ براذری کی ٹارگٹ کلنگ کے مسلسل واقعات ہوئے۔ پھر آپ نے دیکھا 8 اگست کا واقعہ ہوا، سول ہسپتال میں ہمارے وکلاء شہید ہوئے۔ اسی طرح میں ملک کی میں بات کروں گا۔ پشاور میں پبلک سکول پر جو حملہ ہوا چار سدہ یونیورسٹی میں جو حملہ ہوا۔ اس قسم کے جو خون ریز واقعات ہوئے ہیں، اصل میں وہ اُن تمام ہماری جوتاری تھی، چالیس سالہ، ہماری مداخلت، ہماری جارحیت کی جوتاری تھی۔ ہم نے دنیا جہاں سے لوگوں کو یہاں بلا�ا۔ خود جزل ضیاء کہتا تھا کہ میں نے چھ لاکھ کے قریب غیر ملکیوں کو اُس وقت پہنچنے لیکن مراکش سے لوگ آئے دیگر عرب ممالک سے لوگ آئے، دنیا جہاں کے دشمنوں کو لا یا کیا، یہاں اُن

کے مرکز بنائے گئے۔ یہاں اُن کی کمیں گاہیں بنائی گئیں، یہاں تربیت دینے لگے۔ اور آج ہماری سیاست ان استعماری قوتوں کی وجہ سے آج ہم آگ و خون کے شعلوں میں جل رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ تو ایک تاریخ ہے جسے ہم جھٹلانہیں سکتے ہیں۔ یہ تب نہیں ہو گا جب تک ہم good اور bad دشمنوں کے درمیان، جو ہمارے درمیان، یہ ہمارے استعماری حکمران جب تک ان کے درمیان good اور bad دشمنوں کی پالیسی ترک نہیں کریں گے، اُس وقت تک یہ حالات اسی طرح چلتے رہیں گے۔ یہ پھر کسی کے بس کی بات نہیں ہو گی۔ جب پارلیمنٹ نے، اس سے پہلے جو پارلیمنٹ تھی اُس نے 22 نکات نیشنل ایکشن پلان بنایا تھا۔ اُس نیشنل ایکشن پلان کے تحت اُن 22 نکات پر من و عن عمل ہونا تھا۔ لیکن اُس پر عمل نہیں ہو رہا ہے۔ جس کی وجہ سے آپ نے دیکھا کہ وزیرستان میں جو صورتحال رہی۔ جو وہاں لاکھوں کی تعداد میں IDP's ہو گئے وزیر لوگ، مسعود لوگ، باجوڑ ایجنسی کے لوگ، مہمند ایجنسی کے لوگ، خیر ایجنسی، اور کرنی ایجنسی کے لوگ۔ لاکھوں کی تعداد میں IDP's ا بنے۔ آپ یقین کریں ہزاروں گھروں کو مسما کیا گیا ہزاروں دکانوں اور مارکیٹوں کو مسما کیا گیا۔ وہ بیچارے آج بھی ذریدر پھر رہے ہیں۔ کم از کم سولہ سو بڑے بڑے قابلی مشران، اُن کو ٹارگٹ کیا گیا۔ 1993ء کے بعد وہاں جو صورتحال رہی۔ تو میں سمجھتا ہوں وہ صورتحال ایک بار پھر یہاں لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ سب شاید اُن کا وہ سلسلہ ہے کہ جو آج چن میں آپ کے پیش میں، قلعہ سیف اللہ میں یہاں پھر دیگر علاقوں میں یا پھر کوئی میں جو صورتحال آتی جا رہی ہے۔ اسیں شاید کچھ ایسی قوتیں ہیں جو یویز کو ناکام کرنا چاہ رہی ہیں۔ وہ یویز فورس کو، جو 90% ایریاز کو نظرول کرتی ہے پولیس کا محض 10% ایریا۔ لیکن آپ اگر بجٹ دیکھ لیں، بجٹ میں پولیس کا حد درجہ بجٹ اُن سے زیادہ ہے اور یویز کا بجٹ انتہائی کم ہے۔ اُن کی ٹریننگ وغیرہ اُن کی سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ لہذا کوشش یہ کی جا رہی ہے کہ یویز کو ایک طرح سے ختم کیا جائے۔ پہلے بھی کوشش کی گئی تھی بہت سارے یویز ایریا کا ختم کیا گیا تھا، جب حکومت تبدیل ہوئی، پھر پولیس کو ناکام کیا جائے، اور یویز کا نظام لایا گیا۔ اب ایک سازش ہو رہی ہے کہ پہلے یویز کو ناکام کیا جائے، پھر پولیس کو ناکام کیا جائے، اور شہر کسی اور کے حوالے کیا جائے۔ جناب اسپیکر! میں کہنا چاہ رہا ہوں کہ اگر اس کا تقابی جائزہ لے لیں تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ کس طرح کتنے crimes گزشتہ جنوری سے تمبر تک ہوئے ہیں۔ جناب اسپیکر! کہ جو crimes جنوری سے اگست تک جو پولیس ایریاز میں ہوئے ہیں جو صرف 10% علاقوں پر مشتمل ہے، اُن میں 1729 کرائم کے واقعات ہوئے ہیں جن میں murder اور ڈکیتی کے واقعات بھی شامل ہیں۔ اسی طرح اس میں دیگر واقعات بھی شامل ہیں۔ اور اسی طرح اگر آپ یویز ایریا کی بات کریں جو 90% علاقوں پر

لیویز کا کنٹرول ہے، اتنے بڑے علاقے میں ان کے کرائیور کا ratio، میں صرف ان 8 ماہ کی بات کروں گا، صرف 415 ہے۔ تو جناب اسپیکر! پھر اس صورتحال میں میں سمجھتا ہوں اور میری حکومت سے، منظر صاحب سے گزارش ہے کہ آپ اپنے ڈپٹی کمشنر صاحب کو empowers کر دیں، ڈسٹرکٹ میں آپ جائیں۔ میں چونکہ کوئی ڈسٹرکٹ میں ہوں یہاں بھی وہ اختیارات اب تک ڈپٹی کمشنر کو حاصل نہیں ہیں نہ آپ کے کمشنر کسی power میں نہ آپ کے پولیس والے نہ آپ کے لیویز والے empowers ہیں۔ ایف سی کے پاس زیادہ power ہے بہبعت پولیس کے یا لیویز کے۔ کیوں اس طرح کیا جا رہا ہے ہمارا ایک پورا نظام ہے یہاں ہماری حکومت ہم تنخوا ہیں ادا کرتے ہیں۔ عوام کی جیبوں سے ہم تنخوا ہیں ادا کرتے ہیں، تو ہم اپنی فورس کو لیویز کے حوالے سے اچھی بات ہے، اس سے پہلے جو کیمینٹ کا اجلاس ہوا تھا کہ انہوں نے لیویز کے حوالے سے کہا کہ ہم اس کی دوبارہ ٹریننگ کروں گے ان کی ٹریننگ کا لیوں اور لا یمنی گے ان کے لئے تمام مراعات دینے گے ان کیلئے باقی weapons کا ہم بندوبست اور گاڑیوں کا بندوبست کریں گے۔ تو اگر آپ لوگ یہ کریں تو میرے خیال سے آپ کی حکومت کے لئے بہتر ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے پاس powers cabinet کے پاس ہونی چاہیں ناکہ powers کی اور کے پاس ہوں۔ اس جمہوریت کیلئے، اس ہاؤس کے تقدس کیلئے ہم نے قربانیاں دی ہیں۔ اس ہاؤس کیلئے، خان شہید عبدالصمد خان اچزنی نے 32 سال جیلوں میں گزارے ہیں، اسلئے کہ آج عوام کے یہاں نمائندے بیٹھے ہیں۔ شاید بہت سارے لوگ، مجھ سمت، میں سوچ نہیں سکتا تھا کہ ایک عام آدمی اس تک آسکے گا۔ وہ ہمارے ان شہداء کی قربانیوں کی بدولت آج ہم اس ہاؤس میں آئے ہیں۔ لہذا ہماری پارٹی کا یہ کہنا ہے کہ آپ اپنی حکومت کو گوڑگور نیسکریں۔ اپنی فورسز کو جتنے بھی آپ کی سول فورسز ہیں اُن کو آپ empowers کر دیں گا کہ اور کو۔ اور دوسری بات یہ ہے ابھی قلعہ سیف اللہ میں جو واقعہ ہوا ہے، بالکل main بازار کے اندر ہوا ہے دو فرلانگ نہیں، شاید ایک فرلانگ کے فاصلے پر آپ کی FC کی چیک پوسٹ ہے۔ دوسرے دن لوگوں نے مظاہرہ کیا۔ اب ظاہری بات ہے کہ ہم تمام پولیس کل لوگ ہیں۔ جب لوگ میری گے تو باقی لوگ پر امن مظاہرہ تو کریں گے یا نہیں؟ وزیر داخلہ صاحب! آپ کو پوچھتے ہے کہ تمام جتنے بھی وہاں مظاہرے میں شریک لوگ تھے۔ پشتختہ عوامی پارٹی، جمعیت علمائے اسلام، اے این پی او تحریک انصاف، سب کے سینئر 11 لوگوں کے خلاف ایف آئی آر درج کی گئی۔ جناب وزیر داخلہ صاحب! اگر آپ توجہ دے دیں۔ 11 لوگوں کے خلاف ایف آئی آر چاک ہوئی ہے جو پر امن مظاہرے میں شریک تھے۔

اور سب سے بڑی بات کہ اُس ایف آئی آر میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ تمام لوگ نواب ایاز خان جو گینزی کے کہنے پر آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کم از کم اتحاری استعمال کریں کہ اس FIR کو حکومت واپس لے اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔ آپ لوگوں کو اس طرح دبانہیں سکیں گے اور اس طرح یہ ملک نہیں چل سکے گا کہ آپ لوگوں کی آواز کو بھی خاموش کریں۔ جناب اسپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ میں گزارش کروں گا، ہوم سیکرٹری، ہوم منستر صاحب تشریف فرمائیں کہ آپ intelligence network کی بنیاد پر کام کریں۔ قلعہ سیف اللہ میں واقعہ ہوا فور سر آگئیں لوگوں کی دکانوں میں گھس کر اُنکی تلاشیاں شروع کر دیں۔ اب ڈشٹرڈ جس نے کارروائی کی وہ دکان میں بیٹھا ہو گا آپ کا انتظار کر رہا ہو گا کہ فلاں آیا گا اور مجھ سے کوئی چیز برآمد کریگا۔ نہیں، لوگ وہاں بدھن ہو گئے، کہ ایک تو وہاں واقعہ ہوا دوسرا فور سر بھی آ کر دکانوں کی تلاشیاں لیں۔ آپ kindly پھر، بہت سارے لوگ جونہ کوئی ایم پی اے ہے نہ وہ ٹرائبل چیف ہے، وہ آزاد کا لے شیشوں والی گاڑیوں میں گھوم رہے ہیں، کیا ان پر کوئی کنٹرول ہے؟ جس کا جدول چاہے وہ کچھ کر سکے گا۔ نہ کوئی اُس کوئی چیک پوسٹ پر رونے کی کوشش کریگا نہ ان کو روک سکے گا اسلئے کہ ان کے پاس کارڈ ہوتے ہیں۔ آپ کو پتہ ہے کہ پچھلی اسمبلی میں ہم لوگ تھے، ہم کینٹ گئے تھے وہاں اُس وقت کے چیف آف آری سٹاف جزل راحیل شریف صاحب آئے تھے، انہوں نے صاف کہا کہ کوئی کسی بھی ایجننسی کا کارڈ ہو ڈر اس شہر میں نہیں ہو گا۔ لیکن آج پھر سر عالم لوگ اس قسم کی گاڑیوں میں گھوم رہے ہیں۔ تو یہ کیسا ہو گا کہ government وہ ختم ہوا اور لوگ ڈشٹرڈوں کے رحم و کرم پر ہوں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات حکومت کو لانی چاہیے، بہت سارے مسائل ہیں جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کے توسط سے وزیر دا غلمہ صاحب سے استدعا کروں گا کہ بہت سارے واقعات ہیں ہم نے ڈی آئی جی صاحب سے بھی کہا ہے کہ بہت سارے واقعات ہوتے ہیں ان کی FIR تک درج نہیں ہوتی۔ میرے حلقتے میں گزشتہ پانچ دنوں میں کوئی سات، آٹھ موڑ سائکل snatching کے واقعات ہوئے ہیں۔ ابھی ان کی FIR درج نہیں ہوتی۔ میں اُس دن بھی ڈی آئی جی صاحب کے پاس گیا تھا کہ جو بھی واقعات ہوتے ہیں ایس ایچ اوز صاحبان انکی FIR درج نہیں کرتے تو یہ لوگوں کا حق ہے کہ کم از کم ان کے کیس کی ایف آئی آر تو ہو جائے۔ دوسری بات یہ ہے جناب اسپیکر! ابھی 02 ستمبر کو ہمارے پارٹی کا ایک سینئر دوست ہے ان کے دو، ایک بیٹا اور ایک اُس کا بھتیجا حمید اللہ اور حزب اللہ جنکی جبل نور کے ساتھ دکان ہے۔ پہلے ان کی دکان سریا ب روڈ پر تھی جہاں آج سے چار

پانچ سال پہلے ان کی دکان کے سامنے بم بلاست ہوا تھا۔ اُس میں بیچارہ حمید اللہ نامی لڑکا شدید زخمی ہوا تھا اب وہ معذور ہے۔ 2 دسمبر کو ان دولڑکوں کو انکی اپنی دکان سے اٹھایا۔ دو تین فیلڈرز گاڑیاں سفید کلر کی ایک ٹوڈی کرو لا جن میں FC کے لوگ تھے، آئے اور بندوں کو اٹھایا۔ آج بائیسواں دن ہے ان کا کوئی پتہ نہیں چل رہا۔ میں نے DIG صاحب کے آفس میں جا کر ان کو بتایا۔ میں ایف سی کوئی کے سیکٹر کمانڈر صاحب کے آفس میں گیا۔ ان دونوں لڑکوں کے والد کو ساتھ لے کر گیا کہ خدارا! یہ بیچارے خود زخم خورده ہیں ان کے بیٹوں کو اٹھایا ہے، کس نے اٹھایا ہے؟ ایف سی والے کہہ رہے ہیں کہ ہم نے نہیں اٹھایا ہے۔ تو یہ جناب اپیکر!، وزیر داخلہ صاحب! یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے لوگ جو بہاں بیٹھے ہیں، وہ نوٹ کریں کہ یہ دولڑ کے کہاں غائب ہو گئے آسمان کھا گیا یا زمین نکل گئی۔ تو خدارا! اس قسم کے جو واقعات ہوتے ہیں، آپ اپنے امن و امان پر، یقیناً امن و امان پر ہم حکومت کے ساتھ ہیں۔ as a opposition پشتو نخواہی عوامی پارٹی اور ہمارے اپوزیشن کے دوسرے ممبران، ہم نے ہر وقت حکومت کے ساتھ تعاون کیا ہے اور آج بھی ہم آپ کے ساتھ تیار ہیں لیکن اس پر آپ کچھ کریں۔ دوسری بات جناب اپیکر! میں وزیر داخلہ صاحب سے کل یونیورسٹی میں پشتوں کلچر ڈے تھا، وہاں پشتوں اسٹوڈنٹس اور باقی اسٹوڈنٹس نے پشتوں کلچر ڈے منانا تھا۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ یونیورسٹی کے واکس چانسلر صاحب نے وہاں پولیس اور فورسز بلائیں اور بچوں پر لٹھی چارج کیا ان کو گرفتار کیا، ان کے خلاف FIR چاک کی۔ وہاں یا اسٹوڈنٹس کیا کر رہے تھے؟

جناب قائم مقام اپیکر:

زیرے صاحب! آپ مہربانی کر کے conclude کریں تاکہ دیگر معزز زار اکیں بھی بات کر سکیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے:

FIR ہوئی؟ آپ واکس چانسلر صاحب سے، CPC کے جو کمانڈنٹ صاحب سے کہ انہوں نے وہاں اترت کرنی تھی کوئی دہشتگردانہ کارروائی تو نہیں کرنی تھی۔ تو اُس پر انہوں نے بچوں کو مار پیا، گرفتار کیا، ان کو زخمی کیا۔ آج بھی وہ تھانے میں موجود ہیں۔ تو جناب اپیکر! میں آخر میں اتنا ہی کہوں گا کہ:

۔۔۔ پچی دا ظلمونه ستونہ ٹول ہیرہ ہیرہ سی۔ پچی دا ظلمونه ستونہ ٹول ہیرہ ہیرہ سی۔

بیا بہ زما دا خوڑ وطن سے ہیلہ خوڑہ سی۔

ڈیرہ منہ، کورو دان۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

شکر یہ زیرے صاحب! میں سابق رکن اسمبلی، میر نصیر میئنگل صاحب کو official gallery میں آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ جی اصغر اچنزا صاحب!

جناب اصغر خان اچنزا:

یقیناً آج جس مسئلے پر بات ہونی ہے اور اس مسئلے کا اگر کسی نے بڑے قریب سے دار کو دیکھا اور محسوس کیا ہوگا، تو ایک سیاسی کارکن عوامی نیشنل پارٹی کی بحیثیت سے یہ دار ہم نے بڑے قریب سے دیکھا ہے personally دیکھا ہے۔ شاید ہمارے اس آج کے ایوان میں تشریف فرماء ہماری تین چار بہنیں بھی اس طرح سے ہو گئی جو میرے خیال میں اس دار ہی کی قربانی کی وجہ سے آج اپنی پارٹیوں کی طرف سے رکن صوبائی اسمبلی منتخب ہوئی ہیں۔ اور یقیناً جناب اسپیکر! اگر party-wise دیکھا جائے، میں یہ بات ہر وقت ہر جگہ کہتا رہتا ہوں کہ اس ملک میں یقیناً ہمارے law enforcement ادارے ہیں، ہمارے سیکورٹی ادارے ہیں، جو یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ اس ناسور کے خلاف، اس بد بخختی کے خلاف ہماری قربانیاں ہیں۔ لیکن اگر سیاسی کارکنوں، سیاسی پارٹیوں کے لحاظ سے دیکھا جائے تو اس قرب سے، اس دار سے، اس تکلیف سے بحیثیت عوامی نیشنل پارٹی جس طرح سے گزری ہے، یعنی یہاں تک کہ ہمارے ہزاروں کی تعداد میں پارٹی کارکنوں سے پارٹی قائدین تک اس مسئلے میں جان کی بازی ہار چکے ہیں۔ اسی طرح یعنی نہیں کہ ہماری اس پارٹی میں اس صورتحال سے ہمارے پارٹی کے قائدین اس طریقے سے بھی گزرے ہیں کہ میاں افتخار حسین اپنے اکلوتے بیٹے کو بھی کھو چکے ہیں۔ یہاں تک بھی ہوا ہے کہ بلور فیصلی کی قربانیاں تو میرے خیال میں ہم سب کے سامنے ہیں۔ اور ساتھ ہی اگر دیکھا جائے کہ ہمارے رہبر تحریک، خان عبدالولی خان کی بیٹی ڈاکٹر گلائی کو بھی نہیں بخشنا گیا۔ اور ان لوگوں کے ساتھ یہ کچھ ہوا جو میرے خیال میں کہ throughout world عدم تشدد کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ اور با چا خان کو دنیا peace torch کے نام سے پہچانتے ہیں۔ اور اس بنیاد پر با چا خان پر پی ایچ ڈیز بھی ہوئی ہیں۔ اور ہم شروع سے کہتے چلے آ رہے ہیں جناب اسپیکر! یہ ہماری بد قسمتی ہے اس خطے کی اس ملک کی اور خصوصاً ہماری قوم کی۔ ہم جب تک خود دار سے نہ گزریں ہمیں اُس وقت تک اُس دار کا احساس نہیں ہوتا۔ جس طرح نصر اللہ خان نے ایک بات کہی کہ یہ مسئلہ یہاں چالیس سال سے ہماری نظر وہ سے گزر رہا ہے۔ ہم نے چالیس سال پہلے کہا تھا کہ یہ جنگ نہ اسلام اور کفر کی ہے اور نہ یہ پاکستان اور افغانستان کے مفادات کی ہے۔ یہ دوسروں کی جنگ ہے جس کی بھینٹ ہماری سر زمین کو چھڑایا گیا۔ اور وہ سلسلہ اُس وقت سے

آج تک ہم دیکھتے چلے آ رہے ہیں۔ اس میں ہم نے وہ سب کچھ کھو دیا، جو قادر کے لحاظ سے ہماری پہچان تھی، جو شخصیات کے لحاظ سے ہماری پہچان تھی۔ اس میں ہم کا رو باری لحاظ اور علمی لحاظ سے تباہ ہو گئے، اور نہ صرف یہ کہ صرف ہم بلکہ اگر بلوجستان کو دیکھا جائے تو آج پورا بلوجستان اس کی لپیٹ میں ہے آج پورا صوبہ پشتوخوا اس کی لپیٹ میں ہے۔ اور یقیناً جب یہ صورتحال افغانستان میں تھی تو اُس وقت بھی ہم نے یہ کہا کہ یہ صورتحال وہاں نہیں رکے گی، یہ سلسلہ دوسروں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے گا اور آج ہمارے سامنے ہے وہ سلسلہ جس نے پورا وزیرستان کوتباہ کر کے راکھ کر دیا، وہ سلسلہ جس نے پورا پشاور کوتباہ کر کے راکھ کر دیا، آج اُس نے ثوب کے راستے ہمارے دروازے پر کھلکھلانا شروع کر دیا ہے۔ ثوب میں واقعات ہوئے چمن میں واقعات ہوئے حال ہی میں ہمارے پیشین میں ہوئے اور قلعہ سیف اللہ پر تو آج اُسی پیشین اور قلعہ سیف اللہ کے واقعات کے تسلیں میں تحریک التوا ہمارے سامنے ہے۔ میں آج بھی کہتا ہوں، ہمارے نصر اللہ خان زیرے صاحب بیٹھے ہیں انہوں نے کچھ تقریر اس طرح سے کی کہ اُس کی شاید بھی ہوا اقتدار کے سامنے سے گزری ہی نہ ہو۔ یعنی 8 اگست کا واقعہ ہم کہتے رہے کہ یارا! یہ ہماری بتاہی کا سلسلہ ہوا۔ ہماری پچھلی حکومت نے بجائے اس کے کہ اس جیسے دارданاک اور دخراش واقعہ پر، میں تو ایمانداری سے کہتا ہوں کہ اگر میں اُس وقت کی اسمبلی میں اُس طرح کے واقعہ ہمیں درپیش ہوتا تو شاید اُس اسمبلی میں میں اُس وقت بیٹھا نہ ہوتا۔ لیکن ہم نے کیا کیا، جب وہاں قاضی فائز عیسیٰ کی report بنی اُس نے کچھ کرداروں کا تعین کیا۔ تو ہماری پچھلی حکومت جا کر سپریم کورٹ میں اُس کے خلاف فریق بنی اور وکلاء کو payment کرتی رہی کہ نہیں اس نے غلط کیا ہے۔ اور اُس کے بعد پیٹی سی کا واقعہ ہوا۔ پھر لوگ یہاں بات کہتے رہے کہ یہ تو واقعات ہیں۔ یہ تو علاقہ ہے اس سے ہم تو دو چار ہوتے رہیں گے۔ پھر کھڑکوچہ مستونگ میں ہوا۔ اور آج بات ہو رہی ہے کہ ہم کس طریقے سے اس بدجھتی سے نجات پائیں؟ یقیناً یہ سب کے لیے سوچنے کی بات ہے۔ نہ یہ حکومت کا مسئلہ ہے اور نہ یہ اپوزیشن کا مسئلہ ہے نہ یہ ہمارے ایک دو، پانچ اداروں کا مسئلہ ہے۔ ہمیں سرجوڑ کر بیٹھنا چاہیے کہ خدارا! یہ سلسلہ ہمیں اس طرح سے لے ڈوبے گا، آج تو ہمیں فکر پی ایس ڈی پی اور ڈیپلمنٹ کی ہے۔ یہ سب کے سامنے ہیں یہاں نواب اکبر خان بگٹی کی شہادت ہوئی اُس کے بعد اُس دن سے آج تک ہم کس صورتحال سے گزر رہے ہیں۔ ایک پر امن بلوجستان، ایک پر امن ڈیرہ بگٹی، اُس وقت کے حالات اور آج کے حالات ہم سب کے سامنے ہیں۔ تو آج بھی ہمیں سوچنا چاہیے۔ ہمیں آج بھی ہوش کے ناخن لینے چاہیے کہ کب تک ہم دوسروں کی جنگ چھیڑتے رہیں گے۔ آج ہماری سرزی میں پر ایک دوسری جنگ کی تیاری ہو رہی ہے، آج ایران اور سعودی عرب کے

معاملات اور اختلافات کی بھینٹ ہم چڑھ رہے ہیں۔ کل کی جنگ کی ہم امریکا اور چین کے اختلافات کے بھینٹ چڑھنے جا رہے ہیں۔ ایک طرف سے پتہ نہیں ہم اپنے آپ کو خوش قسمت کہیں یا بد قسمت، کہ ہمارے پاس ایسی سر زمین ہے جس پر دنیا کی نظریں ہیں۔ لیکن اس سر زمین کے وسائل ہماری بر بادی اور تباہی کا ذریعہ بن رہے ہیں کہ لوگ اس کو ہتھیانا چاہتے ہیں لوگ ان پر قبضہ جمانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یقیناً دنیا میں تو میں پہلے اپنے مفادات کو دیکھتی ہیں پھر دوسروں کے مفادات کا خیال کرتی ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں بد قسمتی اور بد بخختی یہ ہے کہ ہم دوسروں کے مفادات کا اس طرح سے اپنے سر لے لیتے ہیں اور اپنے آپ کو تباہ کر دیتے ہیں۔ آج بھی جس طرح پوری قومی قیادت نے بیٹھ کے، ہمارے سیکورٹی اداروں کے، ہماری forces کے بڑوں نے بیٹھ کے قومی ایکشن پلان ترتیب دیا۔ میںکہ اگر پچھلوں نے اس پر عمل نہیں کیا ہے، آج ہمیں اس پر عمل درآمد کرنا چاہیے کیونکہ یہ ہم سب کی مشترکہ ڈاؤمنٹس ہیں اس کو سامنے رکھ کر کے ہمیں ہر اس تصور سے نکلا ہو گا کہ یہ good ہے یا bad ہے، یہ کیا ہے یا وہ کیا ہے۔ ہمیں اس تصور سے نکل کر اپنی سر زمین کی حفاظت کے لیے اس وطن اس دھرتی پر امن لانے کی خاطر کردار ادا کرنا چاہیے۔ اور اگر ہم اسی طرح بالتوں میں چلتے گئے، ہم ایک دوسرا کے پچھلوں کے اس حساب کتاب میں چلتے گئے۔ تو ہم حساب کتاب کر پائیں گے اور نہ اپنی دھرتی کو امن دلائیں گے۔ یقیناً ایک دو باتیں ہمارے بھائی نے کہیں۔ میں آج بھی کہتا ہوں کہ اتنے پاس موقع تھا۔ آج تو ہمارے سردار صاحب اور ہماری حکومتی پارٹی، ہمارے ساتھی، ہمارے colleague اس بات کا برا نہ منائیں، یقیناً اس پر تو ایک بات ہو گی کہ یہ BAP پارٹی کیسی ہے، کل کی ہے، پانچ دن کی ہے، مہینے کی ہے لیکن یہاں ہمیں افسوس اس بات کا ہوتا ہے یقیناً جناب اسپیکر اجنب ہماری پچھلی حکومت تھی، جو اپنے آپ کو اس دھرتی کے بچے کہتے تھے۔ ”کہ ہم اس دھرتی کے پیداوار ہیں“ اور یقیناً وہ سارے کے سارے حکومت میں اس طرح سے ایک مضبوط حکومت کے مالک تھے کہ اوپر سے تخت رائیونڈ کا ہاتھ بھی ان کے سر پر تھا۔ لیکن یو یز کو اس طرح سے ان لوگوں نے facilitate نہیں کیا، جس طرح سے کرنا چاہئے تھا۔ کیوں نہیں کیا؟ آج بھی میں کہتا ہوں، اسی طرح ہمیں۔ اگر بات یہاں یہ ہو رہی ہے کہ موجودہ حکومت، یہ کیا اور کیسے آگے بڑھ رہی ہے؟ آج بھی میں کہتا ہوں ہماری یہی اپوزیشن کے ساتھ دل پر ہاتھ رکھ کر ایمانداری سے کہہ دیں کہ ہمارے آخر دو بجٹ کیسے اور کس نے بنائے؟ پچھلی حکومت نے؟ ہمیں سوچنا چاہئے جناب اسپیکر! نہیں کہ ہم ایک دوسرا پرالزم تراشی کریں۔ میں آج بھی کہتا ہوں اور ہم نے اس دن بھی floor پر کہا تھا کہ ہمارے انٹریئر مفسٹر کو ابھی بھی جانا ہو گا۔ ابھی بھی یہ جائے گا۔ بات بھی ہوئی ہے کہ یہ جائیں گے اور compensate بھی کریں گے اور ہم

اپنے یویز سپاہی اور اس ادارے کی پشت پر کھڑے ہوں گے۔ اگر ہم کھڑے نہیں ہوں گے یہ لوگ آکر کے کل ہمارے گھر کے اندر گھس جائیں گے اور ہم میں سے کسی کو نہیں بخشنیں گے۔ اور جب ہم میں سے کوئی نہیں بخشا جائے گا تو یہ جنگ پھر کسی ایک کی نہیں ہم سب کی ہے۔ جناب اسپیکر! آپ کو ایک پرانی بات یاد دلاؤں کہ یہاں لوگ کہتے تھے کہ ”یہ جنگ ANP کی وجہ سے ہے جبکہ ANP کی لیدر شپ کہتی تھی کہ یہ جنگ اس خطے کی جنگ ہے اس دھرتی کی جنگ ہے اور یہ جنگ ہم سب کو لے ڈوبے گی“، لیکن کوئی اُس کو کیا نام دیتا تھا کوئی کیا نام دیتا تھا۔ آج ہم سب پر وار ہو رہا ہے ہمیں بتایا جائے کہ موجودہ اسمبلی میں بحثیت پارٹی اس جنگ کا کوئی زخم شدہ بندہ بیٹھا ہو۔ چاہے وہ ہمارے عقیدے کی بنیاد پر ہماری سیاسی جماعتیں ہیں چاہے وہ ہمارے نیشنلزم کی بنیاد پر ہیں چاہے جس پارٹی سے ہو، آج بھی نوابزادہ سراج رئیسانی ہم سب کے سامنے ہیں۔ یعنی کوئی بھی اس جنگ میں بخشا نہیں گیا ہے۔ چاہے وہ ہمارے law-enforcement اداروں کے بڑے ہیں۔ جب ایک دشمن ہم سب کے پیچھے بر سر پکار ہے، تو پھر جنگ تو ہم سب کی ہوگی۔ اگر یہ جنگ ہم سب کی ہے تو ہم سب کو مل بیٹھ کر ہمارے علماء کرام کو اپنے خطبات سے یہ پیغام دینا ہوگا کہ یہ جنگ نہ اسلام کی ہے نہ یہ آپ کو جنت لے جائے گی اور نہ یہ آپ کو دوزخ سے دور کھے گی۔ بحثیت سیاسی کا رکن ہمیں چوک پر یہ کہنا ہوگا کہ یہ جنگ ہماری بر بادی کی ہے اور اس کے سامنے ہمیں سیسے پلاٹی دیوار بن کے کھڑا ہونا ہوگا۔ اگر اس طرح نہیں کیا پھر ہم ایک ایک کر کے مارے جائیں گے اور ایک وقت آئے گا کہ ہم پانچ منٹ کے لیے ایک دوسرے کی فاتح اور جنازہ میں شرکت نہیں کر پائیں گے۔ ہم نے دیکھ لیا کہ عید کی خوشیاں بھی اس داردا اور تنکیف سے ہم نے نہیں دیکھیں۔ اسفند یار ولی خان پر عید کے پہلے دن خود کش حملہ ہوتا ہے ہمارے آفتاب شیر پاؤ پر نماز جنازہ میں خود کش حملہ ہوتا ہے رحن بابا کے مزار کو اڑایا جاتا ہے یعنی یہ ایسی جنگ ہے جو ہمیں ہر لحاظ سے تباہی اور بر بادی سے دوچار کرے گی۔ تو اس کے لئے ہم سب کو سوچنا چاہئے۔ ہمیں یقیناً اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کرنا ہوگی جناب اسپیکر! جس طرح کل روس اور امریکہ کی جنگ میں ہم بر باد ہو گئے اب نئی جنگ میں ہم شیعہ، سنی کی بنیاد پر سعودی عرب اور ایران کی جنگ میں بھینٹ چڑھ رہے ہیں۔ اور کل کی نئی جنگ میں پھر چانٹا اور امریکہ کی گواہ پر بات ہوگی۔ درمیان میں غریب بلوج، مچھیرے مارے جائیں گے یا ہمارے ڈرائیور اور کلیز اور سفر کرنے والے مارے جائیں گے۔ تو اس بنیاد پر ہم سب کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہئے۔ اور یقیناً اس کا راستہ، اس بد مختی کا راستہ ہم صرف ایسے اتحاد اور تفاہ سے روک سکتے ہیں۔ جو ہم سب کیلئے ہمارے کل کے مخطوط مستقبل کے لیے، اس دھرتی کے امن اس دھرتی کی خوشحالی کے لیے ایک راستہ ایک طریقہ ہو، اس کا تعین ہم سب کو کرنا چاہئے۔ اور میں آخر

میں حکومتی دوست کی حیثیت سے اپنے سلیم جان سے یہ request کرتا ہوں کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے فوری relief دے دیں اور پوری اور فوری طریقے سے compensate کر دیں۔ یہ 7 کے 7 لیویز الکار جو کہ تین پیشین میں اور چار قلعہ سیف اللہ میں شہید ہوئے ہیں۔ ان کے لواحقین کو فوری طور پر نو کریاں دی جائیں، compensate کیا جائے۔ تا کہ ہم ان کی حوصلہ افزائی کریں، اور اگر حوصلہ افزائی نہیں کریں گے تو کل ہماری حفاظت کے لیے کوئی بندوق اٹھا کے چوک پر کھڑا نہیں ہو گا۔ تو انہی الفاظ کے ساتھ میں اُن کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اور ایک دوسرا بات، یہ جو FIR درج کی گئی ہے، اس پر سلیم جان پیشک پوچھ لیں، دیکھ لیں، ممکن ہو، اگر آسمیں مشکلات نہ ہوں، اس طرح کی جلد سے جلد کارروائیاں کرنا مزید لوگوں کو اشتغال کی طرف لے جائیں گے۔ اس پر پیشک اپنے IG اپولیس سے یہ حال احوال کر لیں۔ اور دوسروں سے جس نے FIR کاٹی ہے۔ اور جو ممکن relief ہو اس کے حوالے سے بھی دیا جائے۔ thank you

جناب قائم مقام اسپیکر:

شکریہ اصغرخان! آپ نے اچھی باتیں کیں۔ مہربانی کر کے تھوڑا مختصر کر لیں۔ کیونکہ دیگر معزز اکیں کو بھی اس اہم موضوع پر بحث کا موقع مل سکے۔ جی عبدالخالق ہزارہ صاحب!

جناب عبدالخالق ہزارہ:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ سَمِّ اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ۔ بہت شکریہ یہ جناب اسپیکر صاحب۔ جہاں دہشتگردی کی بات ہو، امن و امان کی بات ہو، وحشت و بربریت کی بات ہو، انسانیت سوزی کی بات ہو، درندگی کی بات ہو، یقینی طور پر ہزارہ قوم Being the Chairman, Hazara Democrataic Party ہم یقینی طور پر اپنے خدشات بھی رکھتے ہیں اور point of view بھی رکھتے ہیں۔ جناب اسپیکر! کوئی ایسا دن نہیں، کوئی ایسا ہفتہ نہیں، کوئی ایسا مہینہ نہیں، جس میں ہمارے مقصوم، بیناہ لوگوں کے خون نہیں بہائے گئے ہوں۔ یہاں کوئی کی ہرگلی سے ہمارے خون کی بوآری ہے۔ بلوچستان کے ہر کارنر پر ہزارہ مظلوم عوام کو جس بیداری سے مارا گیا وہ سب کے سامنے ہیں۔ اس خطے کی سب سے بڑی tragedy بھی ہم نے face کی ہے۔ لیکن اُس کے باوجود بھی کوئی انسان اگر مرتا ہے تو ہم اُس کی ندمت کرتے ہیں بغیر اس کے کوہ کون ہے، کس ذات سے ہے، کس مذہب سے ہے، کوئی بھی انسان ہوا گرنا جائز غلط طریقے سے اُسے مارا جاتا ہے، ہم اُس کی ندمت کرتے ہیں۔ اس لیے گزارش میری بھی ہے۔۔۔۔۔

(اذان۔ خاموشی)

جناب قائم مقام اسپیکر:

جی عبدالخالق ہزارہ صاحب! آپ continue رکھیں۔

جناب عبدالخالق ہزارہ:

جی جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے یعنی کوئٹہ شہر ایک مختصر سا شہر ہے، میں عموماً کہتا ہوں کہ اگر آپ ایک موڑ بائیک لے لیں اور دو تین گھنٹوں میں آپ سارا کوئٹہ گھوم سکتے ہیں، اور دیکھ بھی سکتے ہیں، اور چھان بین بھی کر سکتے ہیں۔ صرف ایک مختصر مدت میں 2012ء کی بات کرتا ہوں، میں نے کہا کوئی مہینہ کوئی دن بھی نہیں ہے۔ ایک مہینہ ہمارے لیے محرم الحرام کا جس میں ہم حضرت امام حسین علیہ السلام اور انکے جان شاروں کے لیے ماتم اور نوح خوانی کرتے ہیں۔ لیکن باقی 11 مہینے بھی ہمیں چاہئے کہ ہم ان میں بھی ماتم گیری کریں۔ اس لیے کہ کوئی ایسا دن ایسا مہینہ ایسا ہفتہ نہیں ہے جس میں بیدردی سے ہمارے نہتے عوام کو کائنات نے گیا ہوا، مارا نے گیا ہوا، یعنی 2012ء کا میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ آپ اسکا نوٹس لیں صرف 12 دنوں میں 36 لاٹھیں گرائیں گے۔ کہاں گرائیں گے؟ قندھاری بازار، لیاقت بازار، پنس روڈ۔ یعنی شام پانچ چھ بجے موچیوں کی دکانوں میں گھس کر ان کی چھاتیوں اور انکے سروں پر گولیاں ماریں اُس congested area میں اتنی رش میں وہ بڑی دیدہ دلیری سے وہاں سے نکل جاتے ہیں۔ مجھے دکھ اس بات کا ہے کہ ہمارے جو نمائندے تھے، کوئٹہ شہر کے نمائندے جو اسمبلیوں میں بیٹھے ہوئے تھے ایک دن بھی میرے خیال میں قومی اسمبلی میں کسی نے یہ آواز نہیں اٹھائی، کسی نے ایک مدتی قرارداد وہاں سے پاس نہیں کروائی کسی نے وہاں اس بیدردی سے قتل عام پر کوئی شور شراب نہیں کیا، کوئی حرکت نہیں کی، کیا وجوہات تھیں، کہ بھی ہزارے مارے گئے ہیں۔ جب ہم یہ concept رکھے، جب مستونگ کا واقعہ ہوا۔ ہمارے پشتون مزدوروں پر حملہ ہوا، جناب اسپیکر! اُس پر وزیر اعظم صاحب اُس وقت گورنر ہاؤس میں آئے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ ساخنے مستونگ پر آل پارٹیز کانفرنس بلائی گئی ہے۔ میں نے ڈاکٹر مالک صاحب کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ خدار اس کو سانحات مستونگ کا نام دیں یہ تو پہلا واقعہ نہیں ہے اس سے پہلے 7 بڑے واقعات اسی طرح کے ہم نے face کئے ہیں۔ 2011ء کی بات ہے جو پہلا واقعہ درندگی کا وقوع ہو جہاں 29 ہزارہ برادری کے لوگوں کو identify کر کے نکال کے اُن کی چھاتیوں اور پیشانیوں پر گولیاں ماری گئیں۔ اس کے بعد 7 سے 8 واقعات جو ہمارے زائرین، traders، وہاں سے آ رہے تھے اُن کی بسوں کو جس بیدردی سے اڑایا گیا، میں نے کہا خدار اس کو سانحات مستونگ کا نام دیں۔ سوال یہ ہے کہ جناب اسپیکر! اگر پہلے واقعہ پر ہم خاموش نہ ہوتے

ہمارے عوام ہمارے لوگ ہماری سیاسی پارٹیاں حکومت، ہم سب ایک page پر ہوتے تو یقین طور پر جو سانچہ جو واقعہ مولانا غفور حیدری صاحب کے ساتھ ہوا ان کی ساتھیوں کی شہادتیں ہوئیں وہ واقعہ repeat ہوتا۔ 8 اگست ہماری ریڑھ کی ہڈی پر حملہ ہوا 8 اگست میرا خیال 2016ء تھا جہاں ہماری ریڑھ کی ہڈی ہماری وکلاء برادری انتہائی سینئر اشخاص کو جس بیدردی سے وہاں double type کا حملہ ہوا وہ مارے گئے۔ اگر اس وقت پہلے واقعات کو serious ہوتے تو اپنے طور پر جس بیدردی سے وہاں اس طرح ہم شور کرتے اسی طرح ہم یقینی کا مظاہرہ کرتے دوشت گردی کے خلاف آپ یقینی طور پر واقعات آج ہم نہ دیکھتے، 8 اگست کا واقعہ ہم نہ دیکھتے، اور مستونگ کے واقعات ہم نہ دیکھتے۔ لیکن جب ہم isolation کا شکار ہو گئے جب ہم distribution کا شکار ہو، جب ہم کسی انسان کو انسان نہیں سمجھیں گے۔ جب ہم دوسروں کے دکھ درد میں شامل نہیں ہو گئے۔ جب ہم دوسروں کے دکھ درد کو بانٹنے کی کوشش نہیں کریں گے تو آپ باور کر لیں کہ حالات اس طرف نکلتے جائیں گے پھر ہر ایک اپنی فکر میں لگا رہے گا۔ میں کہوں کہ یار قاععہ سیف اللہ کا واقعہ ہے رہنے دو، وہ کہے گا کہ نہیں لیویز والوں کا واقعہ ہے رہنے دو، ہمیں کیا ہے حکومت اور لیویز کو چاہئے کہ مسئلہ tackle کرے۔ دوسرا یہ کہتا ہے کہ نہیں اصغر خان صاحب کے ووڑز ہیں۔ اُس حوالے سے ہے لیکن یہ انسانی واقعہ ہے انسانیت کا قتل ہے قرآن شریف میں خداوند عالم فرماتا ہے کہ ”ایک انسان کا قتل تمام انسانات کا قتل ہے“۔ اس لیے ہم سب کو serious ہو کر یقینی طور پر ہمارے ساتھیوں نے بہت خوب کہا border fencing ہو رہا ہے border management ہو رہا ہے۔ یہاں بیرونی مداخلت کی بہت زیادہ گنجائش بھی ہے۔ جس طریقے سے ہمارے border پر border کے اُس طرف ہمارے خلاف جس طرح سے سازش ہو رہی ہے ہمیں خدارا اُس سازش کو صحیح معنوں میں جانچنا پر کھنا چاہئے۔ یہ بھی نہیں ہے، ہم ہر چیز اپنے اوپر ڈال دیں۔ آج FC کی بات ہو رہی ہے یا لیویز کی بات کریں لیویز کون ہے، ایف سی کون ہے، پولیس کون ہے، فوج کون ہے، ہمارے ادارے کوں ہیں، اپیشن برانچ کون ہے، ہی آئی ڈی کون ہے، DSP کون ہے، یہ سارے ہمارے ادارے ایں ہمیں تاثر دینا ہی نہیں ہے کہ اگر FC والا مارا گیا تو ٹھیک ہے اگر پولیس یا لیویز والا مارا گیا تو غلط ہے بابا! ان سب نے قربانی دی ہے۔ ہمارے ہر ادارے نے قربانی دی ہے ہماری پولیس کے نوجوان مارے گئے ہیں ہماری ایف سی نے قربانی دی ہے ہماری فوج نے قربانی دی ہے ہمارے عوام نے قربانی دی ہے۔ لیکن جناب اپنے! میں آپ کے سامنے point of view رکھتا ہوں۔ کہ ہمارے ملک کی آبادی کتنی ہو گی ہماری آبادی اس نے census کے حوالے سے 2.5 بھی نہیں ہے۔ لیکن ہماری قربانی 4.5 ہے پھر بھی ہم کہتے

ہیں کہ ہم نے کبھی، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیں جس طریقے سے الجھانے کی سازش کی گئی مطلب نفرت پھیلانے کی سازش کی گئی تعصّب کو ہوادینے کی کوشش کی گئی۔ لیکن ہم نے اُس تعصّب کو اُس تاثر کو غلط ثابت کیا ہم نے کہا ہمیں کوئی نہیں مار رہا ہے ہمیں دہشت گرد مار رہے ہیں ہمیں اُن کے خلاف نہ ردا زما ہونا چاہئے ہم نے کبھی بھی اسلحہ یا قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیا۔ آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیں بعض چیزوں سے نکل کر بجائے ہم اپنے blame-game کی طرف جائیں۔ ہمیں حالات کا صحیح معنوں میں خطے کی صورتحال کا تجزیہ کرنا چاہئے یہاں بیرونی ایجنسٹ کے کولانے والے اُن قتوں کو روشناس کرنا چاہئے اُن کو عوام کے سامنے reveal کرنا چاہئے اُس کے بعد ہم وہ محکمات اور صورت حال سے نہست سکتے ہیں۔ ہر چند کہ یہاں میں آج بھی میں کہتا ہوں کہ یہ بھی ناکامی ہماری ہوئی ہے ہمارے اداروں کی اس حد تک ناکامی ہوئی ہے کہ نیشنل ایکشن پلان اُن کے سامنے ہے۔ نیشنل ایکشن پلان پر آج تک دس فیصد عملدرآمد نہیں ہوا۔ جب نیشنل ایکشن پلان آپ کے سامنے آیا تو آپ باور کر لیں کہ ہم نے سکھ کا سانس لیا۔ جب اُس کے 18 پاؤنس ہم نے پڑھے تو ہم نے کہا کہ اس میں خوشحالی ہے اس پر عملدرآمد کیا جائے۔ اب میں اس باؤس کے توسط سے کہتا ہوں کہ نیشنل ایکشن پلان پر من و عن اگر عملدرآمد ہو جائے تو انشاء اللہ و تعالیٰ ہر قسم کی دہشت گردی پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ اور ہم اُس سلسلے میں نئے پاکستان کی طرف ایک نئے بلوجستان کی طرف یقینی طور پر جاسکتے ہیں۔ ایک آں پارٹیز کا فرنس کا کوئی کوئی کوئی تھامیرے خیال میں اسلام آباد میں بلوجستان ڈیلپمنٹ فورم کے حوالے سے سابقہ حکومت میں بلائی ہوئی تھی۔ وہاں جب میں نے point raise کیا ڈاکٹر عبدالمالک صاحب نے مجھ سے کہا، وہ سُنے گا بھی اس چیز کو، کہ آپ کے سر پر ہمیشہ خون سوار ہے۔ میں نے کہا خُد اکابرہ اتنے قتل عام کے بعد خُد اگواہ ہے کسی میں ہمت نہیں ہوگی کہ وہ یہاں survive یا exist کر سکے لیکن ہم survive کر رہے ہیں۔ میں نے کہا یہ میریٹ ہوٹل ان کی بڑی ہی قیمت ہوگی میرے حوالے سے دوسروں کے حوالے سے میں نہیں سمجھتا ہوں، پیسوں والوں کے۔ میں نے کہا ڈاکٹر صاحب آپ اگر یہ میریٹ ہوٹل میرے نام پر کر دیں اور یہ کہیں کہ آپ کی پیشانی پر میں ایک گولی ماروں گا۔ میں لعنت بھیتھا ہوں اس پر مجھے کچھ نہیں چاہئے مجھے امن دو مجھے یہاں جیسے کا حق دیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے جس طرح سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ حالت بہتری کی طرف جا رہے ہیں۔ مگر خطے کی جو صورت حال ہے اُس کا تقاضا یہ ہے کہ کچھ واقعات یقینی طور پر دشمن یہاں کریں گے جو فتنہ پھیلانے والے ہیں، جو یہاں شر انگیزی کریں گے وہ وقتیں یہاں برس پکار ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک چیز ہے کہ وفاقی حکومت بھی اور صوبائی حکومت بھی سول اور ملٹری ہمارے

ادارے مطلب وہ ایک تیج پر ہیں۔ اسی میں ایک یونیورسٹی شگون دیکھ رہا ہوں۔ میں آئیوالے دنوں کے حوالے سے
ایک امید کی کرن دیکھ رہا ہوں Thank you very much
جناب قائم مقام اسپیکر:

شکریہ عبدالحالق ہزارہ صاحب! جی ملک صاحب!

ملک سکندر خان ایڈ ووکیٹ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر! دہشتگردی سے متعلق اس تحریک التوا پر ساتھیوں نے
اپنی آراء پیش کیں۔ پچھلے اجلاس میں شہداء کیلئے دعاۓ مغفرت کی گئی۔ اُس وقت بھی یہ مطالبہ کیا گیا کہ حکومت
اسپیشلی ہوم منسٹر صاحب اُنکے ورثاء کے ساتھ ہمدردی کا انہما کریں اور انہیں فوری طور پر معاوضہ دیں۔ آج اس
اجلاس کے توسط سے میں پھر گزارش کروں گا کہ بلا تاخیر شہداء کے ورثاء کو معاوضہ دیا جائے اُن کے پسمند گان کا
خیال رکھا جائے۔ جہاں تک دہشتگردی کا تعلق ہے۔ ملک کے اندر کی جو کیفیت ہے اُس سے بھی آپ
آشنا ہیں۔ اور بین الاقوامی دہشتگردی جس نے پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لیا ہے وہ بھی آپ کے سامنے
ہے۔ چیلنج بین الاقوامی دہشتگردی کی بھی ہیں اور ملک کے اندر کی جو دہشتگردی ہے اُس سلسلے میں بھی یہ ایک چیز
ہے۔ گزارش ہے کہ بین الاقوامی دہشتگردی کی آڑ میں یہ اظہر من اشنس ہے یہ واضح حقیقت ہے۔ اس میں
مسلمان ڈینا کو مکروہ کرنے کی سازش ہے۔ جس کو ہم سب یقین کے ساتھ محسوس بھی کرتے ہیں اور اگر اس میں ہم
خاموشی اختیار کریں تو ہماری بیچان کو خطرہ ہو گا۔ اس لئے ہر مسلمان جو دنیا کے کسی بھی خطے میں رہتا ہے، اُس کو یہ
یقین ہونا چاہئے کہ اسکے ساتھ دہشتگردی، اس کی تہذیب اور ثقافت کو ملیا میٹ کرنے کیلئے ہے اس کے وجود کو ختم
کرنے کیلئے ہے۔ جناب اسپیکر! آپ دیکھ لیں کہ بین الاقوامی دہشتگردی نے افغانستان کو مٹی سے ملا دیا۔
بین الاقوامی دہشتگردی نے مسلمان ملک عراق کو تھس نہس کر دیا دہشت گردی نے لیبیا کو جو ایک مضبوط مسلمان
ملک تھا عراق کی فوج ایک مضبوط فوج تھی اس لئے مغرب کو اس سے خطرہ تھا مستقبل میں اُس کو تباہ و بر باد کر دیا
لیبیا کو تباہ و بر باد کر دیا۔ فلسطین کو تباہ و بر باد کر دیا۔ کشمیر پر مظالم آپ سب کے سامنے ہیں تو اس لئے ان واقعات
کو پاکستان کے Stakeholders پاکستان کے پارلیمنٹریز پاکستان کے باشمور عوام کو ان واقعات پر سوچنا
پڑے گا اور اگر ایسا نہیں ہو گا اس وقت ترکی اور پاکستان ان کی نظر وہ میں ہیں کیونکہ ترکی بھی مسلمانوں کا ایک
مضبوط ملک ہے جو باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کے قابل ہے۔ اور پاکستان اسلامی ڈینیا کا سب سے بڑا
ملک ہے۔ اور پاکستان کو اللہ نے ایسی نعمتوں سے نوازا ہے کہ اس میں جو بنیادی چیزیں ہیں کھانے کی پہنچ کی،

گزارہ کرنے کی، یہ پاکستان کسی سے بھیک مانگنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ کسی چیز کو اس سلسلے میں کھانے پینے اور اوڑنے بچھونے کیلئے کسی جگہ سے مانگنے کی اس کو ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے پاکستان بھی انکی نظر و میں ٹھک رہا ہے۔ جناب اپنیکر! آپ دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان میں، پاکستان کے بیش کروڑ مسلمان ہیں ان کو کبھی دینی اداروں سے دشمنی نہیں ہو سکتی۔ لیکن باطل کے ظلم، باطل کی قوت کے بل بوتے پر پاکستان میں دینی اداروں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ پاکستان میں مدارس پر حملہ ہو رہے ہیں ان کو ہر اس کیا جا رہا ہے۔ آپ نے امریکہ کی آواز بھی سنی ہو گئی اس کا موقف بھی سُنا ہو گا کہ جب تک یہ مدارس ختم نہیں کئے جائیں گے جناب اپنیکر! اُس وقت تک اسلام لوگوں کے دلوں سے نہیں ہٹ سکے گا اور اسلام کے اقدار کو ختم نہیں کیا جاسکے گا۔ اس لئے میں پاکستان کے مسلمانوں سے پاکستان کے Stakeholders سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ ساری چیزیں آپ لوگوں کی نظر میں ہونی چاہئیں۔ بجائے اس کے مدارس کو ہر اس کیا جائے تو آپ اسلامی اخلاقی قدریں کھو دیں گے آج اگر کہیں سے اسلام اور اسلام کی تعلیمات اسلام کی اخلاقی قدریں ہیں وہ آپ کو مدارس سے ملتی ہیں۔ 2010ء میں جناب اپنیکر! ایک معاهدہ ہوا تھا فیڈرل گورنمنٹ اور مدارس کی پانچ تنظیمیں ہیں، انکے مابین کہ مدارس کو وزارتِ داخلہ کی بجائے وزارتِ تعلیم کے ساتھ کام کرنے کیلئے ایک نوٹیشیشن کیا جائے گا، فیڈرل لیول پر یہ فیصلہ ہو گا۔ 2010ء سے اب 2018ء ہے آج تک اس پر عملدرآمد نہیں ہوا حالانکہ اُس معاهدے پر فیڈرل منسٹر داخلہ اور فیڈرل سیکرٹری داخلہ کے دستخط ہیں۔ اور پانچوں اسلامی تنظیمیں اور مدارس کے بڑوں کے دستخط ہیں۔ اور سیمیں یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ ان مدارس کو مکملہ تعلیم کے ساتھ جوڑا جائیگا۔ اور آئندہ کیلئے رات 00:2 ڈھانی بجے ان مدارس کے اندر کوئی نہیں گھسے گا۔ اور طلباء کو ہر اس کرنے کیلئے بولوں کے ساتھ مساجد میں لوگ جائیں گے۔ بلکہ اگر کسی بھی مدرسے میں کہیں بھی کوئی شکایت ہو تو وفاق کے نظم و نق کے لوگوں سے کہا جائے گا کہ اس مدرسے میں یہ کوئی غلط کاری ہو رہی ہے۔ پھر اس حوالے سے وہاں سے اُس غلط کاری کی بیخ کرنی کریں گے۔ لیکن صرف تنگ کرنے کیلئے، پریشان کرنے کیلئے آئے دن مدارس پر یہ یلغار ہو رہی ہے جس سے دینی اداروں کو بڑی پریشانی ہے۔ تو اس لئے میری گزارش یہ ہو گئی کہ ان مدارس میں اگر کہیں وہ جو وفاق کے ساتھ فیصلہ ہوا ہے اُس پر عملدرآمد ہو 2010ء کے معاهدے پر عملدرآمد ہوا اور جہاں کہیں بھی کوئی ایسی شکایت ہے تو جوان کے درمیان معاهدہ ہوا ہے اُس کے مطابق اُس پر عملدرآمد کرایا جائے۔ یہ جو دھنگر دی ہے یا اس حوالے سے جو اسلامی جماعتیں ہیں پاکستان میں یا علمائے کرام ہیں ان پر کتنے اور کیا مظالم ہوئے ہیں۔ اب چونکہ اتنی تفصیل کیلئے ٹائم نہیں ہے ساری چیزیں میرے فاضل ممبران کو بھی معلوم ہیں۔ ہمارے قائد

مولانا فضل الرحمن صاحب پر بارہا خودکش حملے ہوئے ہیں۔ مولانا عبدالغفور حیدری صاحب اور اس طرح ہمارے دیگر اکابرین پر تو میری گزارش یہ ہوگی کہ دہشتگردی کی بیخ کنی کے لئے تمام چیزوں کو حقائق کی روشنی میں دیکھ کر دہشتگرد کی تعریف کی جائے۔ اگر امریکہ ہزاروں میل کا سفر طے کر کے افغانستان پر حملہ کرتا ہے۔ تو کون دہشتگرد ہے اس کا تعین ہونا چاہئے؟ اگر ہزاروں میل کی مسافت طے کر کے عراق، لیبیا پر حملہ کرتا ہے تو یہ طے کیا جائے کہ دہشتگرد کون ہے؟ حملہ آور دہشتگرد ہیں یا وہ مظلوم جو وہاں بیٹھا ہوا ہے وہ دہشتگرد ہے؟ اور اس کیلئے ہمارے ملک کو کردار ادا کرنا چاہئے ہماری حکومت کو کردار ادا کرنا چاہئے۔ تو میں ایک اور گزارش کروں گا کہ دہشتگردی کا خاتمه ہو۔ قلعہ سیف اللہ اور پیشین میں سمجھتا ہوں بلوچستان کے پُرانے علاقوں میں سے ہیں۔ وہاں کسی قسم کی کوئی ایسی خون ریزی کوئی ایسی معاملات یا کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ لیکن اگر ایسے واقعات وہاں ہو جائیں تو پورے علاقے میں بدمانی پھیلے گی پورا علاقہ پر بیشان ہو گا۔ وہاں کے لوگ قبائلی ہیں وہ خود اپنے معاملات کو اس حوالے سے طے کرتے ہیں۔ لیکن یہ جو دہشتگردی کا extension ہے یہ انہائی خطرناک ہے میری گزارش یہ ہوگی کہ اس دہشتگردی سے بلوچستان کو نقصان ہوا ہے مختلف علاقوں میں مختلف اضلاع میں مختلف طبقات میں، اس کی جتنی بھی ذمتوں کی جائے وہ کم ہے۔ لیکن اس پر قابو پانے انہائی ضروری ہے۔ اور میری گزارش ہو گی کہ اس دہشتگردی کیلئے پوری قوت کیستھ اس کی مدافعت کی جائے۔ اور میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ دہشتگردی کے نام پر لوگوں کو ہر اس انہیں کیا جائے ان کو پر بیشان اور تنگ نہیں کیا جائے۔ دہشتگردی کے نام پر جس آدمی کو لیا جائے پھر اسکے ساتھ اس حوالے سے یہاں ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں یہاں law and enforcement agency کے صاحبان تشریف فرمائیں۔ جناب اسپیکر! آپ کے توسط سے میں یہ گزارش کروں گا کہ جو دہشتگرد ہے اس کا تو کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اس کی حمایت کی سوچیں۔ لیکن یہ بھی سوچا جائے کہ دہشتگردی کے نام پر معمول لوگوں کو بھی ہر اس کرنا یا تادیر انگوسلانگوں کے پیچھے رکھنا یہ بھی مناسب نہیں ہے۔ بہت شکریہ اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

شکریہ ملک صاحب آپ نے اچھی باتیں کیں۔ جی دنیش کمار۔ آپ لوگ اپنی بات تھوڑی مختصر کریں تاکہ دیگر معزز اکین کو بھی اس اہم موضوع پر بات کرنے کا موقع مل سکے۔

جناب دنیش کمار:

بہت بہت شکریہ جناب اسپیکر۔ میری بھی یہی request ہے کہ law enforcement

agencies کے بندے جو شہید ہوئے ہیں اُنکے خاندان، اُنکے لاحقین کو جلد از جلد compensate کیا جائے۔ کیونکہ 6 ستمبر کو جام کمال خان کی خصوصی ہدایت پر میں ڈسٹرکٹ لسپیلے میں ان شہداء کے گھروں میں گیا تو انہوں نے یہی کہا کہ پچھلے دو ریکھومت سے ہمیں مسلسل ان چیزوں میں بہت ٹائم فریم دیا جاتا ہے۔ یہ ہمارے لئے شرم کا باعث ہے کہ وہ ہمارے ہمتر مستقبل کیلئے اپنی جانیں قربان کر رہے ہیں اور ہم ان کی اگر ان چیزوں میں دریکریں۔ دوسری جو سب سے اہم بات ہے، میں آپ کے توسط سے ایک ناعاقبت اندیش جزل جو انڈیا کا ہے، جزل پین نے پاکستان کیخلاف گیر بھکیاں دی ہیں۔ میں اس ایوان کے اور آپ کے توسط سے جزل پین راوت کو بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستانی قوم ایک پر امن قوم ہے۔ پاکستانی قوم کی جو امن کی خواہش ہے اُسکو کمزوری نہ سمجھا جائے۔ اگر کسی نے دانستہ یا نادانستہ ہمارے ملک پر کوئی ایسی غلط فتحی میں کہ ہم معیشت میں بڑے ہیں ہم فوج میں بڑے ہیں، اگر کوئی غلطی کی تو میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے بلوج تان کی ایک کروڑ میں لاکھ آبادی اُنکے سامنے ہو گی، اُنکے سامنے سیسے پلاٹی دیوار بنے گی، بشمول چار لاکھ اقلیتی برادری کے جو سب سے آگے ہو گی۔ جناب اپسیکر! آپ کو پتہ ہے کہ کل ہوش کی شکل میں بلوج تان میں وہ جو مد اخذت کر رہا ہے وہ ساری عالمی دنیا کو معلوم ہے۔ مگر اسکے باوجود مجھے خیر ہے عمران نے آتے ہی انہیں امن کیلئے دعوت دی۔ مگر انہوں نے اس چیز کو ہماری کمزوری سمجھی اور انہوں نے ہم پرنا پاک مذموم عزم آزمانے کی کوشش کی۔ مگر میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر انہوں نے یہ غلطی کی تو تاریخ بتائے گی کہ انڈیا کے نام کا بھی ایک ملک تھا۔ جناب اپسیکر! ہم پاکستان کے بیٹھے ہیں یہ دھرتی ہماری ماں ہے ہماری ماں کی طرف اگر کوئی ٹیڑھی نظر سے دیکھے گا تو سب سے پہلے دنیش کمار اسکی نظریں پھوڑ دے گا۔ جناب اپسیکر! میں چاہتا ہوں کہ ساری کارروائی روک کر اس بارے میں ایک مدتی قرارداد لائی جائے۔ جس میں سب شامل ہوں تاکہ دشمن ملک کو پتہ ہو کہ ہم بلوج تان کے لوگ محبتِ طن پاکستانی ہیں اور ہمیں کوئی بھی نہیں جھکا سکتا۔ اس لئے میری آپ سب اپوزیشن والوں سے بھی گزارش ہے کہ اس سلسلے میں مدتی قرارداد لائی جائے۔ بہت بہت شکر یہ۔

جناب قائم مقام اپسیکر:

شکر یہ مسٹر دنیش کمار جی اصغر علی ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین:

شکر یہ جناب اپسیکر۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْجَنَّٰهِ - سُمِّ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - سب سے پہلے میں، جو لیویز اہل کار شہید ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ اُنکی شہادت قبول کرے۔ اور پیشین میں جو افسوسناک واقعہ ہوا ہے جہاں

سے میرا تعلق ہے جہاں سے میں منتخب ہو کر اس اسمبلی میں پہنچا ہوں۔ جناب اپنے کیا! قرار یہ تو ہوتی ہیں اور لوگ کرتے ہیں ہر کن اپنے عوام کے سامنے اور اس ایوان کے سامنے اپنی باتیں پیش کر رہے ہیں۔ لیکن سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ یہ واقعہ کیوں پیش آیا کیا وجد ہاتھ تھیں؟ پیشین بلوجستان کا ایک پر امن ضلع ہے اور امن کا ایک نشان ہے۔ اس طرح کے واقعات اس پر امن ضلع میں ہونا یہ تشویشاں کا ہے۔ آپ کے توسط سے میں جناب وزیر داخلہ صاحب کی توجہ چاہتا ہوں ضلع پیشین کا 90% بی ایریا ہے جسے لیویز ایریا کہتے ہیں اور 10% پولیس ایریا جسے ایریا کہتے ہیں۔ یہ واقعہ جس جگہ پر پیش ہوا ہے وہاے ایریا ہے۔ اور اے ایریا ٹولی ایک کلومیٹر کے اندر ہے 10% بھی نہیں ہے اور 90% بی ایریا ہے۔ جناب والا! میں سب سے پہلے ڈسٹرکٹ پیشین کی لیویز کی بات کروں گا۔ سرکاری آدوار سے کتابوں سے یالسٹوں میں یہ لکھا جاتا ہے کہ ڈسٹرکٹ پیشین کے ٹول 14 تحصیلدار ہیں۔ اُن میں 6 موجود ہیں اور 8 موجود نہیں ہیں اُنکی اسمایاں خالی ہیں جو base کرتی ہیں آپ کے 90% ایریا پر مجھے آپ بتائیں کہ جب آٹھ تحصیلدار آپ کے ڈسٹرکٹ میں موجود نہیں ہوں گے تو امن کیسے قائم ہو گا۔ تحصیلدار تو لیویز فورس میں ریٹریٹ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے وہ ہر چیز کو جانچتا ہے جیسے ایک ایس ایچ او ہے ایسے تحصیلدار ہے۔ اب آٹھ تحصیلدار کا نہ ہونا یہ بڑی تشویشاں کا بات ہے۔ اور لیویز کی ہم بات کرتے ہیں ان کے اسلحہ، گاڑیاں اور fuel نہ ہونے کے برابر ہیں۔ میں اتفاقاً کہیں سے آرہاتھا تو ان کا ایک ناکہ لگا ہوا تھا میں نے پوچھا جی آپ پیٹرولنگ کیوں نہیں کرتے؟ کہتے ہیں جی ہمارے پاس تو پیٹرولنگ کا پیسہ ہی نہیں ہے نہ ہمارے پاس گاڑیاں ہیں۔ جبکہ 90% میں نے آپ کو بتایا کہ ایریا base کرتا ہے لیویز پر۔ میں اگر اے ایریا کی بات کروں جو میں نے کہا ایک کلومیٹر کے ایریا میں ہے اس میں سب سے بڑا مسئلہ ہمیں یہ ہے کہ جب بھی ہم ڈی پی اوصاحب سے یا پولیس انتظامیہ سے پوچھتے ہیں کہ یہ واقعہ کیوں پیش ہوا؟ پیشین ڈسٹرکٹ پر امن علاقے ہے لیکن آجکل موٹرسائیکل کی چوریاں دن دیہاڑے ہو رہی ہیں اور رات کو دکانیں لوٹی جا رہی ہیں۔ ہم جب پوچھتے ہیں کہ جی! نفری نہیں ہے۔ جواب ہمیں یہ ملتا ہے بھئی نفری کہاں ہے وہ کوئی نہیں ہے۔ کوئی بھی وی آئی پی موسومنٹ ہو تو پیشین کی پولیس کو کوئی بلا جاتا ہے۔ جس کے بارے میں نے اعلیٰ احتجاری سے بھی بات کی ہے آرپی اوصاحب سے بھی میں نے request کی ہے کہ بھائی جان آپ انکو چھوڑیں۔ اُنکی چھ موٹرسائیکلیں کھڑی ہیں کہ جی کیوں؟ کہتے ہیں کہ پیٹرول نہیں ہے نہ ہمارے پاس نفری ہے تو امن کیسے قائم ہو گا جب آپ کی اپنی نفری کسی اور کام پر متوجہ ہو گی ڈسٹرکٹ کی نفری کہیں اور جائیگی امن کیسے قائم ہو گا؟ یہ تو بڑا مشکل کام ہے۔ لہذا میری آپ کے توسط وزیر داخلہ سے درخواست ہے کہ اس پر فوری نظر ثانی

کریں۔ دوسرا ایک شخص کو جب دو کام دیجے جاتے ہیں تو وہ کام سدھرنے کی بجائے گھٹ جاتے ہیں۔ ہمارے موجودہ ڈی پی اوصاحب کے پاس دو چارج ہیں ایک ڈسٹرکٹ پشین کا اور ایک کہیں اور کا۔ ہم نے پوچھا کہ بھائی جان آپ permanent آئے ہیں؟ نہیں جی میرے پاس دو چارج ہیں۔ کیوں کیا وجہ ہے؟ نہیں یہ جواب ملتا ہے کہ آئی جی صاحب کے آڑو روز ہیں کہ ڈی ایس پی ایکنگ ڈی پی انہیں بن سکتا تو لہذا جو ڈی پی او صاحب ہیں جو ایس پی ہیں ہم نے دو چارج دیے ہیں۔ لہذا آپ سے میری یہ گزارش ہے جناب اسپیکر! کہ ایک شخص کو ایک ڈیویڈی دی جائے تاکہ وہ اپنا کام مکمل سرانجام دے۔ ایک شخص پر اتنا لوڈ نہ ڈالا جائے کہ وہ نہ یہاں کا رہے نہ وہاں کا۔ اس لئے ان چیزوں کو ملاحظہ کریں تاکہ ہماری چیزیں آگے بڑھتی جائیں۔ میں ڈسٹرکٹ پولیس پشین کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ کاغذوں میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ یہاں ضلع پشین میں چھ چیک پوٹیں ہیں۔ جبکہ میں بحیثیت ممبر صوبائی اسلامی میرا ایریا ہے میں نے ویٹ کیا میں نے وہاں ایک چیک پوست پائی میں نے اُن سے کہا کہ مجھے آپ اس چیز کی وضاحت دیں کہ یہاں آپ کی چھ چیک پوٹیں ہیں اور آپ نے ایک لگائی ہے کیا وجہ ہے؟ امن و امان زیادہ ہے کوئی خرابی نہیں ہے۔ نہیں جواب ملتا ہے جی نفری نہیں ہے۔ نہیں جناب اسپیکر صرف کاغذی کارروائی تک نہ کھا جائے ان چیزوں پر عمل کیا جائے۔ اگر اس پر عمل ہوگا میرٹ ہوگا ہر شخص اپنی جگہ پر ڈیویڈے گا تو میرے خیال میں نہ امن خراب ہو گا نہ لوگوں کی شہادتیں ہوں گی۔ قلعہ سیف اللہ میں اتنا بڑا نقصان ہوا پشین میں ہوا اس کے ذمہ وار کوں ہیں؟ یعنی ان کے جنازے کیلئے حکومتی اہلکار بھی نہیں آئے کوئی شخص نہیں تھا۔ میں داد دیتا ہوں کمشترک وظیفہ کو اور ڈی جی لیویز کو، وہ آئے تھے وہاں انہوں نے جنازے میں شرکت کی۔ لیکن حکومتی کوئی بھی شخص نہیں تھا ہم کیسے ان کی دل جوئی کریں کیسے انکی حوصلہ افزائی کریں ہم کیسے ان کو اپنے قریب لائیں گے ان کی فیملی کو۔ وہ تو شہادت دے گئے وہ تو شہید ہو گئے اس ملک کیلئے اس دھرتی کیلئے اپنی جانیں دیں۔ آیا یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے کہ ہم ان کی بیوی بچوں کو پوچھیں۔ کیا یہ حکومت کی ذمہ واری نہیں کہ ان کے پاس جائے ان سے پوچھئے یا ان کے جنازے کو کندھا دے صرف یہاں ڈیپیٹ کرنے سے اسپیچ کرنے سے تو مسئلے حل نہیں ہوتے۔ جو مسئلے مسائل ہیں وہ ڈسٹرکٹ پشین کے حوالے سے جناب اسپیکر! میں نے آپ کے سامنے رکھ دیے۔ آخر میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں یہ ملک پاکستان ہم سب کا ہے اس کیلئے کسی بھی قربانی سے ہم پیچھے نہیں ہیں گے۔ مگر اس طرح کے واقعات سے نہیں سبق لینا چاہیے نہیں انکو کنٹرول کرنا چاہیے کوئی بھی پاکستانی اپنی جان پاکستان کو دینے کیلئے مترک نہیں ہے انشاء اللہ، ہر بندہ تیار ہے۔ لیکن جناب اسپیکر! آپ سے یہ گزارش کیجا تی ہے کہ جو points میں نے رکھے آپ کے توسط سے، وزیر داخلہ سے

میری یہ گزارش ہے کہ انکو دیکھا جائے ان پر نظر ثانی کی جائے جو پوٹیں خالی ہیں ان کو فی الفور fill کیتے جائیں۔ جن کی ڈبل ڈبل ڈیوٹی لگی ہے ان کو سنگل کر دیں اور نفری کا آنا جانا بند کیا جائے۔ لیویز equipped کیا جائے۔ اور عاضی طور پر، ٹھیک ہے آپ نے کینٹ نے فیصلہ کیا ہے لیویز کے بارے میں بڑا اچھا اقدام آپ نے کیا ہم اس کو appreciate کرتے ہیں۔ لیکن کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ابھی ہنگامی بندیاں پر لیویز کی جو ڈیمانڈز ہیں انکو فی الفور پوری کی جائیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

شکریہ اصغر خان آپ نے اچھی باتیں کیں۔ جی گہرام بگٹی صاحب۔

نوابزادہ گہرام بگٹی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو جن لوگوں نے شہادتیں اس ملک کیلئے دی ہیں سیکورٹی فورسز نے یا جزل پیک نے، انکو سرخ سلام پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ایک نظریہ اور ایک سوچ کے تحت قربانیاں دی ہیں۔ انہوں نے اس لئے قربانی دی ہے بلوج تان اور پاکستان میں لوگ پر امن طریقے سے رہ سکیں۔ اور خاص کر جناب اسپیکر! میں اپنے ڈسٹرکٹ ڈیرہ بگٹی کی بات کرتا ہوں کیونکہ وہاں کے حالات کسی سے ڈکھے چھپنے نہیں ہیں۔ اور دشمنوں کے پہلے وہاں واقعات بہت ہو رہے تھے۔ لیکن اس وقت اللہ کی مہربانی سے حالات روز بروز بہتر ہوتے جا رہے ہیں۔ لیکن ابھی تین دن پہلے ایک واقعہ ہوا تھا جس میں تین غریب مزدور لوگ شہید ہوئے۔ ایک اور واقعہ کل رات کو ہی ہوا ہے۔ اس میں بھی ایک آدمی کو شہید کیا گیا ہے۔ اور وہ وہاں کے جزل پیک تھے کوئی سیکورٹی فورسز کے یا لیویز پولیس کے لوگ نہیں تھے۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو ہماری وہاں فورسز ہیں خاص کر لیویز اور پولیس، وہ وہاں موجود ہی نہیں ہوتی ہیں۔ وہاں ہم بھی اسی طرح پوچھتے ہیں چاہے ڈی سی صاحب ہوں چاہے ڈی پی او صاحب ہوں، ان سے کہ ہماری فورسز کہاں ہیں؟ تو وہ ہمیشہ بولتے ہیں جی یا آؤٹ آف ڈسٹرکٹ گئی ہوئی ہیں۔ تو آپ بتائیں اگر جب ہماری فورسز آؤٹ آف ڈسٹرکٹ جائیں اور جو ہمارے مسئلے مسائل ہیں ڈسٹرکٹ کے اندر کیونکہ دوسری فورس کوئی نہیں آ رہی ہے۔ تو آپ کے حوالے سے میں وزیر داخلہ صاحب سے بھی request کرتا ہوں کہ جو ہمارے لوگ ہیں ڈسٹرکٹ کے مہربانی کر کے اپنے ڈسٹرکٹ کے کام کریں اور ان کو strength دیا جائے۔ کیونکہ اگر آپ دیکھ لیں جو ہمارے ڈسٹرکٹ کے اندر لوگ موجود ہیں سب سے بڑی چیز جو لیویز یا پولیس فورس ہے، وہ کرپشن کی وجہ سے ڈیوٹیاں نہیں دیتی ہیں۔ کس وجہ سے؟ کیونکہ وہ ماہانہ پانچ ہزار یا چھ ہزار روپے دے رہے ہیں اور گھر بیٹھ کر تنخوا

لے رہے ہیں۔ ان لوگوں کو اس لئے بھرتی نہیں کیا گیا ہے کہ وہ گھر بیٹھ کر تنخواہ لیں اور غریب عوام جو روڑوں پر شہید ہوتے جائیں۔ کہیں بھم دھما کہ ہو کہیں ڈکیت کے واقعات ہوں۔ تو مہربانی کر کے ایک سسٹم بنانا کر انکو بہتر کیا جائے۔ اور ہمارا بھی 90% ایریا میں لیویز فورس ہے اور وہاں لیویز فورس کی ڈیوٹیاں notables کے ساتھ ہیں۔ پانچ آدمی کسی کی ڈیوٹی میں ہیں، پانچ آدمی کسی اور کی ڈیوٹی میں ہیں، دس آدمی کسی کی ڈیوٹی میں ہیں۔ تو مہربانی کر کے یہ لیویز فورس ادھر عوام کی ڈیوٹی دے امن و امان کی ڈیوٹی دے۔ یہ نہیں کہ جان پیچان یا بڑے لوگوں کے گھروں کے باہر وہ ڈیوٹیاں دیں یا گھر بیٹھ کر پانچ ہزار یا دس ہزار رشوت دیتے جائیں۔ مہربانی کر کے ایسا کوئی کام کیا جائے جس سے ہم ان کو پابند کریں کہ یہ لوگ ڈیوٹیوں پر حاضر ہوں اور حالات کو بہتر کریں۔ دیکھیں ابھی اس وقت بلوجستان میں ہم لوگوں نے ساری ذمہ داری صرف سیکورٹی کی ایف سی بلوجستان کو دی ہوئی ہے اور پولیس، لیویز تو کہیں پر بھی نظر نہیں آتی ہے۔ اور ایف سی بلوجستان بھی ایک حد تک جا کر کام کر سکتی ہے۔ کیونکہ ہم لوگوں نے اپنی ذمہ داریاں چھوڑ کر دوسرے لوگوں کے اوپر ڈال دی ہیں۔ آپ دیکھ لیں کہ کہیں کوئی واقعہ ہوتا ہے سب سے پہلے ایف سی بلوجستان وہاں پہنچی ہوئی ہوتی ہے۔ ہم لوگوں کو ایسی فورسز بنانی چاہئیں کہ ایک quick response force کے واقعات میں وہ جلد سے جلد وہاں پہنچ کر situation کو کنٹرول کر سکیں۔ آپ خود دیکھ لیں کہ دو تین دن پہلے انڈیا کے اندر وہاں کے آرمی آفیشلز کس طریقے کے بیان دے رہے ہیں۔ اس سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے مزید آنے والے دنوں میں انڈیا کی را کے ایجنت یہاں active ہو کر بلوجستان کے حالات خراب کریں گے۔ لیکن ایک چیز ضرور بتانا چاہتا ہوں اس حوالے سے کہ ہم پاکستانی پر امن لوگ ہیں۔ لیکن جس وقت ہمارے اوپر ایسے واقعات آئیں گے ہم سب ایک ہو کر اپنا دفاع کرنا جانتے ہیں۔ زیادہ وقت نہیں لوں گا لیکن یہ request ضرور آپ کے حوالے سے ہوم منٹر صاحب سے کرو گا کہ مہربانی کر کے سیکورٹی کے سسٹم کو آپ برابر کریں۔ خاص کر ڈیرہ بگٹی ڈسٹرکٹ کے اندر اور جو لوگ ہمارے آؤٹ ڈسٹرکٹ ہیں ان کو واپس کر دیا جائے۔ کیونکہ ہمارا بہت sensative area ہے۔ اگر ابھی آپ اس کو واپس نہیں کر سکتے ہیں یا نہیں کرتے کوئی بھی وجہ سے تو مزید حالات بد سے بدتر ہوتے جائیں گے، بہت مہربانی

جناب قائم مقام اسپیکر:
شکریہ بگٹی صاحب۔ جی اختر حسین لانگو۔

میر اندر حسین لالگو:

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ شکر یہ جناب اپنے صاحب، جناب اپنے صاحب!

جیسے کہ آج کی اس تحریک التوا کے حوالے سے اس ہاؤس میں، امن و امان جو ہمارے صوبے کا سب سے بڑا مسئلہ ہے اس پر بحث ہو رہی ہے۔ جناب اپنے صاحب، عبد الغالق بھائی نے ایک موضوع چھیڑا تھا اگر ہم پہلی خشت ہی نہیں رکھنے دیتے تو آج عمارت ٹیڑھی نہیں ہوتی۔ اس اسمبلی کا یہ فلور گواہ ہے جس دن سریاب روڈ پر فیسر نقوی صاحب کو شہید کیا تھا اس دن بھی اسی اسمبلی فلور پر ہم نے آواز اٹھائی تھی۔ اور اس دن وہ جو طریقہ کا رہم نے define کیا تھا اس سے بھی ہم نے اختلاف کیا تھا۔ کیونکہ جس دن نقوی صاحب کو شہید کیا تھا اس دن ہم نے اس point پر ایک چیک پوسٹ بنایا۔ تو اس اسمبلی فلور پر بھی اس دن بھی میں نے کہا کہ آیا ہے شنگر دوں کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ انہوں نے دوبارہ اسی point پر آ کے وہ شنگر دی کرنی ہے۔ بجائے اس point پر چیک پوسٹ بنانے کے اگر ہم اس دن ان دشمنوں کے تعاقب میں نکلنے تو معاملہ آج یہاں تک نہ پہنچتا۔

جناب اپنے صاحب! یہ معاملہ ہمارے local issues plus international proxy-war جو ایک

اس خطے میں چل رہی ہے یہ ان دونوں کا ملاپ ہے۔ ہم نے جان بوجھ کے دوسروں کی جنگ میں اپنے آپ کو، اپنے لوگوں کو، اپنی فورسز کو اس پر فریق بنایا ہے اور آج ہم دوسروں کی جنگ کا ایندھن بننے ہوئے ہیں۔ ہماری فورسز اور ہمارے جو عموم ہیں وہ تمام لوگ۔ جناب والا! ہمارے بارڈرز پر کوئی چیک اینڈ میلن نہیں ہے۔ دن میں دفعہ آپ ان بارڈرز پر out-back کر لیں آپ سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کہ آپ کہاں سے آ رہے ہیں کہاں جا رہے ہیں آپ کس ملک کے شہری ہیں؟ ہم نے اپنے اس وطن کو انٹرنیشنل یونیورسٹی خانہ بنادیا ہے۔ ہمارے اس وطن میں پوری دنیا کے لوگ آ کے آباد ہو گئے ہیں ہمارے ہوم فلش صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہے کہ کس ملک کے کتنے باشندے ہمارے ان شہروں میں رہ رہے ہیں۔ ہماری data collection نہیں ہے ہم مثالیں یورپ وغیرہ کی دیتے ہیں۔ وہاں اگر باہر کا کوئی پرندہ بھی آ کے انٹر ہوتا ہے تو اس کے پیروں کوئی ٹیک لگتا ہے کہ یہ سا بھر یا کا پرندہ ہے یا یہ کہاں کا پرندہ ہے تو ہمارے ملک میں انسانوں کا ایک جم غیر ہے آنا جانا لگا ہوا ہے ڈیٹا ہمارا کسی کے پاس نہیں ہے۔ آپ افغان کمشنز نیٹ جو ریو جیز کا ادارہ ہے آپ ان کے پاس چلے جائیں ان کے پاس بھی ڈیٹا ناکمل ہے یہاں عراق، برماء اور بنگال کے ریفیو جیز الغرض دنیا کے کہیں پر بھی کوئی insurgency ہو رہی ہے تو وہاں سے لوگ مانیگریٹ کر کے آتے ہیں وہ بڑی آسانی سے ہمارے ان شہروں میں آ کے داخل بھی ہوتے ہیں یہاں بستے بھی ہیں اور پھر یہاں وہ ہمارے خلاف ہمارے اس

معاشرے کے خلاف دشمنگردوں کے آلے کار بھی بنتے ہیں۔ لیکن ڈیٹا ہمارا کسی بھی سرکاری ادارے کے پاس نہیں ہے ہمارے نتائجنس اداروں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ان تمام لوگوں کا ایک ڈیٹا رکھیں اُنکے اوپر watch رکھیں۔ لیکن افسوس کہ ہم سب نے اپنے کام، جس جس کو جو کام کرنا چاہیے انہوں نے اپنا کام چھوڑ دیا ہے۔ ہماری پولیس کا کام لاءِ اینڈ آرڈر کو maintain رکھنا اس کا کام چوری چکاری کرو کنا اس کا کام نشایت فروشی اور معاشرے میں جتنی برائیاں ہیں انکی سرکوبی کرنا۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے میں سب کو خراب نہیں کہہ رہا ہوں ابھی لوگوں کی ہمارے پاس ابھی بھی بہت بڑی لاث موجود ہے۔ لیکن کالے بھیڑیے بھی ہمارے درمیان ہماری صفوں میں موجود ہیں، ان کا کام ہے کہ ان کو روکنا۔ بلکہ یہاں بہت ساری مثالیں میں اسی فلور پر دے سکتا ہوں کہ ہم ان کی سرپرستی کر رہے ہیں ہماری جو نتائجنس ایجنسیاں ہیں ان کا کام ہے معاشرے میں برائی پھیلانے والے دشمنگردی پھیلانے والے عناصر پر نظر رکھنا، انکو کنٹرول کرنا۔ لیکن افسوس کہ ہماری جو نتائجنس ایجنسیاں ہیں جائے ان پر نظر رکھنے کے وہ سارا دن صح سے شام تک پولیٹکل ورکر کے پیچھے لگی ہوئی ہیں سیاسی لوگوں کی سروپیلس میں لگی ہوئی ہیں انہوں نے بھی اپنا کام چھوڑ دیا ہے۔ ہمارے جو پولیٹکل لوگ، ہم لوگوں نے بھی اپنا کام چھوڑ دیا ہے۔ معاشرے کے اخلاقیات، تربیت اور رہنمائی کی جو ہماری ذمہ داری ہے وہ ہم نے چھوڑ دی ہے ہم روڑ اور نالیوں اور ٹف ٹانکوں کے پیچھے لگ گئے کمیشنوں کے پیچھے لگ گئے۔ تو ہم تمام معاشرے کی اگر ان لعنتوں سے ان دشمنگردی سے جان چھڑانی ہے تو ہم سب کو اپنی اپنی boundaries کے اندر رہنا ہوگا۔ ہم سب کو اپنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا ہوگا۔ اور ہم سب کو اپنے اپنے کام جو ہماری ذمہ داری ہے، اُس کام کے پیچھے لگنا ہوگا اس کام کو کرنا ہوگا تب جا کے یہ تمام معاملات ٹھیک ہوں گے۔ جیسے زیرے صاحب اور ہمارے بھائی اصغر خان صاحب نے کہا کہ جو لیویز اہلکار ہمارے شہید ہوئے ہیں، جو حالیہ واقعات ہوئے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ انتہائی دلخراش، انتہائی افسوسناک اور انتہائی قابل مذمت واقعات ہوئے ہیں۔ لیکن جناب اپسیکر! ہمیں ان کو ضرور compensate کرنا چاہیے لیکن اس compensation سے آگے ہمیں سوچنا چاہیے۔ آیا ان لیویز اہلکاروں کے بچوں کیلئے یہ کافی ہوگا کہ ہم انکو چند روپے دے دیں؟ آیا ہم اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے لوگ چند روپے کے لئے ہم یہ سوچ لیں کہ کوئی اپنے بچوں کو یتیم کر دیگا۔ آیا وہ لوگ جو مستونگ واقعات میں شہید ہوئے آیا وہ لوگ جو چن کے واقعات میں شہید ہوئے آیا compensation میں انکی فیملی کے ساتھ انصاف

ہوا ہے؟ ٹھیک ہے جو واقعہ ہوا ہے وقت طور پر تمیں ان کو سپورٹ کرنا چاہیے۔ لیکن آیا یہ ہمارے لوگ جو روز ہماری سڑکوں پر، ہماری گلیوں میں ٹارگٹ کلنگ اور بم دھماکوں کی نظر ہو رہے ہیں، آیا انکو ہم کیوں نہ روکیں؟ آیا ہم اپنی انرجی کو ان واقعات کی روک تھام کے لئے کیوں استعمال نہ کریں۔ یہ کوئی مسئلے کا حل نہیں ہے کہ ہم انتظار کرتے رہیں کہ کب کوئی دھماکہ ہو گا کب کوئی ٹارگٹ کلنگ ہو گی کب لوگ شہید ہوں گے اور ہم بلوجستان اسمبلی میں بیٹھ کے یہ کہیں کہ انکو compensate کریں آخر ہمارے لوگ شہید کیوں ہوں۔ زیرے نے کہا تھا کہ ہم ان law enforcement agencies پر اربوں روپے خرچ کر رہے ہیں۔ کوئی شہر کی میں مثال دوں ہماری چند گلیوں اور چند روڈوں کا شہر ہے۔ اگر پیدل بھی اسکے پیچھے ہم بھاگنا شروع کر دیں تو شاید وہ اس شہر کی حدود سے باہر نہ نکل سکیں۔ لیکن اسکے باوجود بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ یہ لوگ ہمارے شہر میں داخل بھی ہوتے ہیں واقعات بھی کرتے ہیں ہمارے لوگوں کو شہید بھی کرتے ہیں اور غالب بھی ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں سے آج تک کتنے لوگ پکڑے گئے ہیں؟ ہمارے کتنے لوگ ہیں؟ آیا یہ ہماری حکومت کی ہماری law enforcement agencies کی، ہمارے اس پاؤں کی ناکامی نہیں ہے؟ کہ ہر چوک پر ہمارے پکٹس بنے ہوئے ہیں ہر چوک پر ہمارے ایف سی اور پولیس کے نوجوان deploy ہیں لیکن دوپکٹس کے پیچ میں واقعہ ہو جاتا ہے نہ اس پکٹ والے کو پتہ چلتا ہے نہ اس پکٹ والے کو پتہ چلتا ہے۔ میں اس پکٹ پر ہوں مجرم پکڑا جاتا ہے نہ اس پکٹ پر مجرم پکڑا جاتا ہے۔ تو جناب اسپیکر! ہمیں ان کمزوریوں کو از سر نو re-visit کرنا ہو گا۔ جہاں جہاں ہمارے معاشرے میں خامیاں ہیں، ہمیں اپنی ان خامیوں کی طرف دیکھنا ہو گا۔ جدھر، جدھر کمزوریاں ہیں، ان کمزوریوں اور ان وجہات کو ہمیں ایڈر لیں کرنا ہو گا۔ پھر جا کر کے ہم اس دھشتوں دی کی لعنتوں سے اپنے عوام کو بچاسکیں گے۔ اگر ان تمام چیزوں کو ہم نے سنجیدگی سے ایڈر لیں نہیں کیا تو پھر بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑے گا اسی طرح ہمارے لوگ شہید ہوتے رہیں گے۔ اسی طرح ہم نے اپنی لاشون کو کندھا دینا ہو گا اور اس اسمبلی میں آکے پھر ہم اسکے لئے دعا کرتے رہیں گے۔ اور ہم compensation کی بات کر کے اپنے آپ کو اور ان کی فیملیز کو تسلی دیتے رہیں گے۔ اب میں ایک چھوٹی سی مثال دوں آپ ہماری ہزارہ کمیوٹی کے دوست یہاں سے جب زیارت کے لئے جاتے ہیں کہ کوئی سے لفتان تک اس روڈ پر کرفیو کا سماں ہوتا ہے۔ تو کیوں ناں ان چند جو شرپسند عناصر ہیں ان پر قابو پا کے ہم ان کو بھی مطمئن کر دیں کہ آزادانہ یا اپنی زیارت پر اپنی مذہبی رسومات پر جا سکیں۔ ہم اس پورے روٹ پر لئے والے ان تمام لوگوں کو ریلف کیوں نہ دیں جو اس روٹ پر لگنے کی وجہ سے تکلیف کے عمل سے گزرتے ہیں۔ ہم ایک باہر جوانکے حالات ہیں کوئی شہر میں جب

داخل ہوتے ہیں کہ جب لکپاس کے ٹنل کو یہ کراس کرتے ہیں۔ تو یہ مری آباد تک یہ پورا علاقہ seal رہتا ہے تین گھنٹے لوگ وہاں انتظار کرتے ہیں صرف چند شرپسند عناصر کے خوف سے۔ تو جن سے انکو خوف ہے ان پر ہم ہاتھ نہیں ڈال رہے ہیں۔ جن کو قابو کرنا چاہیے انکو تو ہم قابو نہیں کرتے بلکہ ہم ایک ایسی فضاء create کرتے ہیں جس سے یہاں بسنے والے لوگوں کے دلوں انکے ذہنوں میں ایک خوف کی فضاء پیدا ہو جاتی ہے۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین اصغر خان اچکزئی صاحب صدارت کی کرسی پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین:

اختر حسین بھائی! وقت کا خیال رکھیں۔

میرا ختر حسین لانگو:

ٹھیک ہے جناب اسپیکر! میں کوشش کروں گا مختصر کروں۔ تو ہمیں بجائے ان فورسز کی موجودگی کی، فورسز کا ایک شکر ہم جب میدان پر روڑ پر اتارتے ہیں تو اس سے لوگوں میں ایک خوف وہ راست پیدا ہوتا ہے۔ اس سے ہمارے لوگوں کے دلوں میں بے یقینی کی ایک کیفیت سی پیدا ہوتی ہے، اُس بے یقینی کی کیفیت کو تقویت دینے کی بجائے ہمیں ان چند شرپسند عناصر کا پیچا کرنا چاہیے، میں ان عناصر سے اپنے معاشرے کو پاک کرنا چاہیے۔ اس سے ہمارے معاشرے میں امن و امان خود بخوبی حال ہو جائیگا۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب چیئرمین:

مہربانی۔ جی شناء بلوج۔

جناب ثناء اللہ بلوج:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں مختصر آریا دہ وقت نہیں لوں گا دوستوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی ہیں، بلوجستان میں جو physical security ہے انسانوں کے جو جسمانی تحفظ کا مسئلہ ہے، وہ دراصل ہمارے سماجی، سیاسی مسائل کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ بلوجستان میں جو امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے اُسکو ہم بلوجستان کے سماجی، سیاسی، معاشری، معاشرتی مسائل سے ہٹ کر دیکھنے ہیں سکتے۔ اور آپ کو حیرانگی ہوگی اس ایوان کو کہ جس بجٹ پر ہم بات کر رہے ہیں پی ایس ڈی پی 2019-2018ء میں امن و امان کے لئے 34billion یعنی 34ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ یعنی بلوجستان میں فی کس جو اخراجات ہیں، فی کسی اخراجات امن و امان کے حوالے سے 2835 روپے کچھ بنتے ہیں۔ یعنی 1 کروڑ 20 لاکھ کی آبادی میں 34ارب روپے کو جب آپ تقسیم کرتے ہیں تو یہ فی کس per capita expenditure ہے

لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے یہ پاکستان میں تقریباً سب سے زیادہ ہیں۔ ہم کم تعداد صوبہ ہیں اور اس حوالے سے بہت بڑا پیسہ امن و امان کے حوالے سے خرچ کیا جا رہا ہے۔ یعنی ہمارے جو development expenditures ہیں ہم تعلیم پر کم خرچ کر رہے ہیں۔ گوکہ لگتا تو زیادہ ہیں، تھوڑا سا 44 million something ہمارا بجٹ تھا ابجو کیشن کے حوالے سے۔ لیکن تعلیم میں صحیح معنوں میں اخراجات ہوتے ہیں، وہ امن و امان سے بھی کم ہو رہے ہیں۔ ہم یروزگاری کا خاتمہ نہیں کر رہے ہیں۔ ہم سماجی مساوات اور انصاف فراہم نہیں کر رہے ہیں۔ ہم لوگوں کو پینے کا صاف پانی فراہم نہیں کر رہے ہیں۔ ہم لوگوں کو اچھی تعلیم نہیں دے رہے ہیں۔ ہم لوگوں کو معاشرتی شعور نہیں دے رہے ہیں۔ تو معاشرے کے اندر امن و امان کا تعلق معاشرتی شعور، انصاف اور مساوات سے ہے۔ یہ جو ظاہری طور پر کبھی آپ کو معاشرے میں بم دھماکے سنائی دیتے ہیں خود کش حملہ آور نظر آتے ہیں، بندوق بردار نوجوان نظر آتے ہیں۔ یہ معاشرے میں ہونے والی بے انصافیوں کا بھی نتیجہ ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں، میرے دوستوں نے ذکر کیا کہ بلوجستان کے اندر یرومنی ہاتھ بھی ہے۔ بلوجستان ایک بہت بڑا geographically strategically important border share ہے۔ ہم افغانستان اور ایران کے ساتھ بہت بڑا border share کرتے ہیں۔ ہم میں ہماری economic potential بھی ہے لیکن ہم نے کبھی جو human security ہے اُن elements کے human security aspects کو نظر انداز کیا ہے جب تک بلوجستان میں ایک سب سے بڑا جسے معاشی نقطہ کہتے ہیں۔ بلوجستان میں آپ نے جب تک معاشی طور پر economically well-off یا ترقی یافتہ نہیں بنایا آپ کی physical human security کا مسئلہ food security کا مسئلہ رہے گا۔ بلوجستان کے اندر food security کا مسئلہ ہے۔ بلوجستان کے اندر health issue کی security کی essential health security ہیں وہ آپ کی education کے related issues ہے۔ تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے جناب والا! وقت میں نہیں لوں گا بم دھماکوں پر، تکلیف اور مشکلات پر ہم نے میرے دوستوں نے کافی بات کر لی۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بلوجستان کے اندر امن و امان کے ساتھ ساتھ باقی موضوعات کو ایک ہی پیرائے میں دیکھنا پڑیگا۔ یہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہیں خاران میں گزشتہ دونوں بم دھماکہ ہوا لیکن جب وہ سارے مریض ہسپتال آئے تو ٹرما سنتر کی حالت یہ ہے کہ اسکا ایک آپریشن تھیڑ ہے باقی دو آپریشن تھیڑ ابھی تک بند پڑے

ہیں۔ آپ کے بھائی شہید ہوئے، 18 اگست کے بعد ٹریا مسنٹر کھلا لیکن آج گرٹریا مسنٹر کی صورتحال دیکھ لیں وہ بلوچستان میں کسی بھی بہت بڑے حادثے یا سانحے کے لیے بالکل نامکمل ہے۔ بلکہ ہمارے ہر ضلع میں ٹریا مسنٹر ز ہونے چاہئیں ڈاکٹرز وہاں موجود ہوں۔ ventilators نہیں ہیں وہاں ہیلتھ کے حوالے سے سہولتیں بالکل ناپید ہیں۔ خاران میں دھماکہ ہوا میں رات کو 12 بجے سے صبح 6 بجے تک خود آپریشن تھیٹر میں مریضوں کے ساتھ موجود رہا۔ تو کبھی کبھی دل دکھتا ہے کہ جب ہم human security کو physical security سے پولیس سے بندوق سے ٹینکوں سے تو پوں سے وردیوں سے جتوں سے جوڑتے ہیں۔ ابھی گزشتہ دنوں کا بینہ کا اجلاس ہوا۔ جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ جی لویز کے لیے 8 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ لویز کو revamp کرنے کے لیے لویز کے لیے تین جوڑے، بیلٹ، کپڑے، ٹوپی اور بندوقیں خریدنے کے لیے یقیناً یہی چیزیں ہو گئی یا کچھ ٹریننگ کے لیے۔ میں ابھی بھی یہ کہتا ہوں کہ 8 ارب روپے جس صوبے میں 66% بچے بھوک سے مرتے ہوں۔ ہمارے ہاں ڈشٹرکٹری میں ہفتے میں صرف 10 انسان مرتے ہیں لیکن بلوچستان میں غربت کی وجہ سے 650 افراد ایک ہفتے میں اموات کا شکار ہوتے ہیں۔ 66% بچے نمائیت سے محروم ہیں تو بلوچستان کے اندر جب آپ بیٹھتے ہیں پولیس کو اتنا دینا ہے لویز کو اتنا دینا ہے اس وقت ضرور ہمارے cabinet کے دوستوں کو یہ سوچنا ہو گا کہ بلوچستان میں بھوک سے کتنے افراد مر رہے ہیں۔ کیا 8 ارب لویز یا پولیس کی تجدیدِ نو کے لیے جس طرح مشرف دور میں 11 ارب روپے بلوچستان میں پولیس کی تجدیدِ نو کے لیے خرچ ہوئے۔ شعیب سڈل صاحب اُس وقت آئی جی ہوا کرتے تھے۔ میں اُس وقت سینٹ کارکن ہوا کرتا تھا۔ میں ابھی بھی جب خاران سے آتا ہوں تو کل پرسوں بھی میں البت کی ایک چیک پوسٹ پر گیا ایک کمرہ قلعہ بنा ہوا ہے اس کی چھت نہیں ہے میں نے کہایہ کیوں؟ کہتا ہے یہ جب پولیس آرڈننس آیا تھا کہ لویزاے ایریا اور بی ایریا کو merge کرنا ہے تو بہت بڑا infrastructure کا پروجیکٹ آیا۔ 6 ارب روپے سینٹ، سریا اور اینٹوں پر لگائے گئے ابھی تک وہ ساری بلڈنگیں جناب چیٹر میں! آپ کے ڈسٹرکٹ میں بھی ہو گئی۔ بلوچستان کو infrastructure، سینٹ، جتوں، بندوقوں، بیلٹوں اور وردیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ بلوچستان میں سماجی شعور کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے بلوچستان کے اندر یہ ممکن بنایا جائے کہ جو 25 لاکھ بچے آج اسکو لوں سے محروم ہیں یہ ہماری سیکورٹی کے لیے سب سے بڑا خطرہ ثابت ہو گئے۔ جس دن بلوچستان میں یہ شعور آگیا کہ ہم اپنے اسکو لوں سے محروم بچوں کے لیے 8 ارب روپے مختص نہیں کرتے اور ہم 8 ارب روپے کسی ایسے مجھے کے لیے خرچ کرتے ہیں جس کا output outcome یا ہو گا

کہ اس میں تھوڑی سی اس کی روشنی بڑھے گی ورد یوں کی چمک بڑھے گی جوتے نئے ہونگے۔ تو جس دن بلوجستان میں یہ شعور آیا کہ ہر بے تعلیم بچوں میں مقبل کا ایک خودکش بن سکتا ہے۔ ہر تعلیم سے محروم بچہ بندوق اٹھا سکتا ہے۔ ہر تعلیم سے محروم بچوں کل چھری ہاتھ میں اٹھا کر سڑکوں پر کارمن کر سکتا ہے۔ جس دن حکومت نے باپ کی حیثیت سے یہ سوچنا شروع کر دیا کہ بلوجستان کے بچے۔ آج کا جو امن و امان ہے وہ گزشتہ حکومتوں کی دی ہوئی غلط پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔ لیکن ہم اگر یہاں حکومت میں بیٹھے ہیں اب آنے والے دن پندرہ سالوں کے لیے کیا چھوڑ کر جائیں گے؟۔ یہ سوال یہاں امن و امان کے حوالے سے ہونا چاہیے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں جناب چیئرمین! کہ جو آٹھ ارب روپے لیویز پر خرچ ہونے جا رہے ہیں وہ divert کے جائیں سو شل سیکورٹی، ہیمن سیکورٹی، ہیلتھ سیکورٹی، فوڈ سیکورٹی اور ایجوکیشن سیکورٹی پر میں آپ کو دس سال کے بعد خوشحال بلوجستان دکھاؤں گا، آج سے بیس سال پہلے بلوجستان جنتِ نظیر تھا اور بلوجستان کی خوشحالی کی مثالیں دی جاتی تھیں۔ تو یہ کچھ غلطیاں ہوئی ہیں ان غلطیوں کو undo کرنے کے لیے یا ختم کرنے کے لیے کوئی بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ جناب چیئرمین! مجھے امید ہے کہ آنے والے PSDP میں ہو سکتا ہے کہ اس پر بات کریں۔ شکریہ

جناب چیئرمین:

ابھی میرے خیال میں اس تحریک التوا پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ آخر میں اگر ہم ائمہ یہ مفہوم سے request کریں کہ وہ بحث کو سمیٹ لیں۔
میر سليمان حمد کھوسہ (وزیر مذکورہ داخلہ و قبائلی امور):

بہت ہی تفصیل کے ساتھ دوستوں نے ایک اہم issue اور اہم نویعت کے حوالے سے تعلق رکھنے والا لاءِ اینڈ آرڈر کے حوالے سے سب نے خدشات بھی ظاہر کیئے ہیں اور بہت ساری تجاویز بھی دی ہیں۔ تو اس حوالے سے میری یہ گزارش ہو گی کہ ہمیں اس لاءِ اینڈ آرڈر کی situation کو تھوڑا سا سمجھنا پڑیا بلوجستان کے پچھلے حالات کو تھوڑا سا سمجھنا پڑیا۔ پچھلے آٹھ دس سالوں میں یہاں لاءِ اینڈ آرڈر کی situation بے انہما خراب رہی ہے۔ جس طرح ثناء صاحب نے کہا کہ ہماری پچھلی کچھ پالیسیوں کی وجہ سے یہاں معاملات ہمیشہ غلط ٹریک پر گئے جس کی وجہ سے حالات کچھ اس طرح پیدا ہوئے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس بات کو بھی appreciate کرنا چاہیے کہ دو چار سال سے اب وہ حالات اس طرح نہیں ہیں اب اللہ کی مہربانی سے کافی بہتری آچکی ہے۔ آپ نے دیکھا کہ پچھلے محروم کے دس دن جو گزرے ہیں پورے بلوجستان میں اللہ پاک کی

مہربانی سے بڑا ہی کرم رہا۔ ہماری security, law and enforcement agencies کی کاوشوں سے جس میں ہماری پولیس، اے ٹی ایف، ایف سی اور آرمی کے لوگ شامل تھے انہوں نے ریسکیو کیا انہوں نے دن رات محنت کی کہ وہ دن خیر خیریت سے گزر گئے۔ اور میں یہاں یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ جب تک کموئی اس حوالے سے سپورٹ نہیں کرے گی تو معاملات بہتر نہیں ہوں گے۔ جیسے عبدالخالق ہزارہ صاحب نے جس تکلیف کا یہاں ذکر کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمارے اس tribe کے ساتھ بہت ہی زیادہ ان کو ٹارگٹ کیا گیا۔ کیونکہ اس میں بہت سارے یہودی ہاتھ شامل رہے ہیں۔ جس طرح ہمارے معزز ممبر نے کہا کہ بلوچستان کے ساتھ افغانستان اور ایران کا ایک بہت بڑا بارڈر ہے۔ fencing ہو رہی ہے border fencing ہو رہی ہے اس سے چیزیں کافی بہتر ہو گئی، ابھی جو دو حالیہ واقعات ہوئے ہیں پیشیں اور قلعہ سیف اللہ کے اُسکے حوالے سے بھی میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس میں ہم کافی آگے جا چکے ہیں کچھ لوگ اس حوالے سے گرفتار بھی ہوئے ہیں، investigation بھی ہو رہی ہے۔ اور ہم پڑا امید ہیں جنہوں نے یہ واقعات کیے ہیں اصل ٹارگٹ تک انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ہم پہنچ جائیں گے جنہوں نے بھی یہ ظلم اور زیادتی کی ہے کسی حوالے سے بھی ان کو نہیں چھوڑا جائیگا ان کو ضرور کیفر کردار تک پہنچایا جائیگا۔ تو ان سب چیزوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور آج ہم نیک نیتی کے ساتھ آگے جا رہے ہیں۔ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہم اس صوبے کے اندر امن اور سکون چاہتے ہیں اور اس صوبے نے بہت سارے دکھ اور تکلیف دیکھی ہے یہاں کے لوگوں نے بہت سارے جنازے اپنے کندھوں پر برداشت کیے ہیں اب آگے نہیں ہونا چاہیے۔ اور میں یہ بھی یہاں کہنا چاہوں گا کہ انشاء اللہ تعالیٰ نیشنل ایکشن پلان کے تحت کافی چیزیں بہتر ہوئی ہیں۔ لیکن 100 فیصد جب ہم اس پر implement کرنے جائیں گے تو کافی چیزیں بہتر ہو جائیں گی۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ نیک نیتی کے ساتھ اس طرف ضرور جائیں گے اور چیزوں کو ٹھیک کریں گے۔ زیرے صاحب نے بار بار لیویز کے بارے میں ایک بات کا تذکرہ کیا اُس نے اپنے خدشات ظاہر کیے کہ لیویز فورس کو ہمیشہ ٹارگٹ کیا جاتا ہے وہ اتنا زیادہ empower نہیں ہے اس کو revamping کرنے کی اس کی تشکیل نو کرنے کے حوالے سے کہنا کہ آٹھ ارب آپ لوگوں نے لیویز رکھی اور اسکی منظوری بھی ہو گئی ہے۔ جس طرح ہمارے شاء صاحب نے کہا کہ آٹھ ارب آپ لوگوں نے لیویز کے لئے، نہیں ہونا چاہیے کسی اور سیکٹر میں سو شل سیکٹر میں، بالکل اس کی بات بھی درست ہے اس طرف بھی توجہ دینی چاہیے لیکن ہمیں لیویز کو لازمًا پاؤ میں لانا ہے۔ کیونکہ پولیس صرف 10 فیصد علاقے cover کرتی

ہے 90 فیصد علاقہ لیویز دیکھتی ہے۔ تو اس میں بہت ساری چیزیں ہیں جو ہم کرنے جا رہے ہیں اس میں آپریشنل وِنگ، انویسٹی گیشن وِنگ، ائیلی جنس وِنگ، کیوا رائیف، کونک رسپونس فورس، بم ڈسپوزل وِنگ اور ہائی ویز کی لیویز کو بھی ہم strengthen کر رہے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات ہے سی پیک کی۔ سی پیک کے حوالے سے ہم اپیشنل پر ڈیکشن یونٹ بھی لیویز کے حوالے کرنے جا رہے ہیں۔ جب تک اس کی تشکیل نہیں ہو گی تو ممکن نہیں کہ یہ چیزیں بہتر طریقے سے آگے جاسکیں۔ تو ہماری کوشش ہے کہ لیویز کو ہم زیادہ سے زیادہ پاور میں لا سیکنڈ کر، بہت ساری چیزیں جو ہم کسی اور فورسز سے کرواتے ہیں، انکو کم کیا جائے۔ لیکن سیکورٹی کے حوالے سے ہم compromise بھی نہیں کر سکتے۔ نہیں ہو سکتا کہ اگر ڈیرہ بگٹی میں اس وقت ہمیں ایف سی کی ضرورت ہے تو ہم اسکو پیچھے کر دیں کیونکہ سیکورٹی کا، انسانی جانوں کا مسئلہ ہے۔ جہاں بھی اس طرح کے مسئلے مسائل ہوں گے خاص طور پر ہمارے بارڈرز پر اور ان علاقوں میں جہاں ہمیشہ ٹینشن رہتی ہے وہاں ہم یہ risk نہیں لے سکتے سیکورٹی کے حوالے سے کوئی بھی compromise نہیں کر سکتے۔ لیکن چیزوں کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے اور ان کو بہتر کرنے جا رہے ہیں پولیس کو زیادہ ہم پاور دینے جا رہے ہیں۔ اور اس کوئی شہر میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ کوئی سیف سٹی کے نام سے ایک پروجیکٹ ہے، میرے خیال میں پچھلے ادوار میں اس کو شروع کیا تھا لیکن اس پر بھی تک کام شروع نہیں ہوا ہے۔ دو، تین ہفتے میں انشاء اللہ تعالیٰ اس پر بھی ہم کام کرنے جا رہے ہیں جس کے تحت یہاں کوئی شہر میں چودہ سو کیمرے لگیں گے جس سے ہماری سیکورٹی کے معاملات کافی بہتر ہوں گے۔ اس شہر کے ساتھ ساتھ صوبے کے دوسرے جو حلے ہیں جو دوسرے ضلعے ہیں زیادہ تر لیویز کا ایریا ہے انکو بھی ٹھیک کرنے ضرورت ہے۔ تو ہم لیویز کو اس طرح اس حالت میں نہیں چھوڑ سکتے کہ صرف ایک بندوق اُنکے ہاتھ میں پکڑ دیں اور لیویز کا dress پہننا دیں اس طرح سے معاملات حل نہیں ہوں گے۔ ان سب چیزوں کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ یک نیت کے ساتھ نیت ہماری بالکل صاف ہے ہم ایک بہتر ٹریک کی طرف جا رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ بہتر ہو گا۔ اور کافی بہتر ہوا ہے آپ لوگوں نے دیکھا ہے۔ یہ جو کچھ دن گزرے ہیں محرم کے حوالے سے اور ویسے بھی کافی بہتر ہے۔ باقی یہ چھوٹی موٹی چیزیں ضرور موجود ہیں جس طرح ہمارے کچھ دستوں نے کہا کہ یہاں کچھ اس طرح کے معاملات ہو جاتے ہیں اُنکی FIR درج نہیں ہوتی۔ ان چیزوں کو دیکھنے کی ضرورت ہے میرے خیال میں اتنا زیادہ اس طرح کے شکوئے شکایت میری طرف آج تک نہیں آئی ہے آپ نے آج یہاں یہ باتیں رکھی ہیں۔ تو اگر اس طرح کے معاملات اس طرح کی اور کوئی باتیں ہوں تو ضرور آپ مجھ سے شیئر کریں ہم یہاں آپ کیلئے بیٹھے ہیں۔

اس صوبے کے عوام کیلئے جتنا بھی ہم سے ہو سکے گا ہم إنشاء اللہ تعالیٰ آپ کی سپورٹ کریں گے۔ جو عوام کی سیکورٹی کے حوالے سے ہوں گے، عوام کے مسئلے مسائل کے حوالے سے ہوں گے۔ ضرور انکو جلد سے جلد ہم بہتر کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ جو شہید ہوئے ہیں اور اب جو پیش اور قلعہ سیف اللہ میں شہید ہوئے ہیں یا ان سے پہلے کچھ لوگ جو شہید ہوئے ہیں جنکو ابھی تک compensate کیا گیا ہے۔ اسکا ایک طریقہ کارائیک پروسیجر cross کر کے سب کو compensate کیا جاتا ہے، لیکن اس میں ضرور تھوڑا سا مالمگتتا ہے اس کیلئے ہمیں مل بیٹھنے کی ضرورت ہے پنجاب کی طرح ایک میکنزم بنانے کی ضرور ضرورت ہے۔ اگر خُدا خواستہ اس طرح کے کوئی واقعات ہو بھی جاتے ہیں تو فوری طور پر انکو ریلیف دیا جاتا ہے۔ تو اس صوبے کے اندر بھی ہم یہ کوشش کریں گے کہ اللہ نہ کرے کہ اس طرح کے واقعات ہوں۔ خُدا خواستہ اگر ہو بھی جاتے ہیں تو کم از کم ان شہداء کے ورثاء کو ہم جلد سے جلد compensate کرنے کی کوشش کریں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ جو انکے نوجوان بچے اگر موجود ہیں تو ان کیلئے بھی انکو ریلیف دیا جاتا ہے۔ تو اس کے ذریعہ پیدا کریں کہ گونمنٹ کے لیوں پر إنشاء اللہ تعالیٰ میری کوشش ہو گی کہ میں اس چیز کو ضرور ensure کروں۔ تو إنشاء اللہ تعالیٰ بہتر ہو گا بہتری کی طرف جاری ہے ہیں اور ہماری کوشش ہو گی کہ اس صوبے میں آمن و امان جو کچھ عرصہ پہلے اگر پندرہ، بیس سال پیچھے ہم چلے جائیں تو ایک بڑا رواصر صوبہ ہوتا تھا بڑا ایک دوسرے کے ساتھ عزّت و احترام کا ایک سلسلہ ہوتا تھا۔ خاص طور پر پولیس ڈیپارٹمنٹ میں ہم نے دیکھا کہ اس وقت بیس سال پہلے اگر دوسرے صوبے سے کوئی اس صوبے کے اندر آتا تھا تو ہماری روایات کے مطابق اس کو بڑی عزت ملتی تھی۔ لیکن پھر حالات change ہوئے تو اس کی وجہ سے معاملات بھی کچھ بد لے کچھ سختیاں بھی ہوئیں۔ لیکن اللہ کی مہربانی سے اب پھر دوبارہ حالات بہتری کی طرف جاری ہے ہیں۔ پچھلا ایک وقت ایسا بھی آیا کہ سندھ اور پنجاب سے لوگ یہاں سیزن گزارنے آتے تھے انہوں نے بھی آنا چھوڑ دیا۔ لیکن دو، چار سال سے اس صوبے کے اندر آمن و امان میں اتنی بہتری آئی ہے واپس لوگوں نے اس صوبے کا رُخ کیا ہے۔ اور یہاں آپ کی بنس بڑھی ہے investors واپس آرہے ہیں۔ إنشاء اللہ تعالیٰ بہتر ہے کوئی alarming والی situation ہے خُدا خواستہ کوئی اتنے بُرے حالات نہیں ہیں۔ لیکن unfortunate ایک، دو واقعات ضرور ہوئے ہیں انکو ہم بڑی ہی سختی سے دیکھ رہے ہیں۔ اور إنشاء اللہ تعالیٰ کچھ ہی دنوں میں جنہوں نے بھی یہ ہشتنگر دی کے حالات پیدا کیئے ہیں انکو فوری طور پر إنشاء اللہ تعالیٰ ضرور گرفتار کیا جائیگا۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی کہ اس حوالے سے کچھ لوگ گرفتار ہوئے ہیں۔

تو فوری طور پر اُنکی investigation بھی چل رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی نتیجے پر ہم فوری طور پر ضرور پہنچ جائیں گے۔ (ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین:

Thank you - تحریک التوا پر میرے خیال میں معزز اراکین نے سیر حاصل بحث کی ہیں۔ اوروز برا خالہ صاحب نے وہ تمام جو ضروری اقدامات کرنے ہیں۔ اُس پر بھی ایوان کو ایک حد تک آگاہ کر دیا ہے تو میرے خیال میں اگر اس کو نہیاں بخواہیں میں اسکو رو لوگ کہوں کیا کہوں؟ کہ وزیر داخلہ صاحب کو۔ ہماری حکومت کو۔ ہمارے سیکورٹی اداروں کو کہ پہلے واقعات ہوتے ہیں پھر ہم اقدامات کرتے ہیں۔ واقعات رومنا ہونے سے پہلے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اس طرح کے واقعات دوبارہ رومنا نہ ہوں۔ کیونکہ ہم سب پر فرض ہے کہ ہم لوگوں کی جان و مال کا تحفظ کریں اور خاص کر ان لوگوں کا جو ہمارے محافظ ہیں۔ تو اس سلسلے میں ان شیریں مفت صاحب آپ سے یہ request ہے کہ آپ جتنی جلدی ممکن ہو سکے آپ قلعہ سیف اللہ اور پیشین میں اُن لواحقین کے ساتھ خود جا کر ان کے اس غم و کھدر دیں میں شریک ہوں۔ کیونکہ یہ ہماری روایات بھی ہیں اسلامی روایات بھی ہیں اور عین روایات میں ہیں۔ اور محتاجوں میں میرے خیال میں قانون کے حوالے سے آپ کو یہ اجازت ہے کہ آپ سردار صاحب! قانون کے حوالے سے بھی میرے خیال میں اس میں آپ کیلئے کوئی مشکل نہیں ہے کہ آپ ان families کو compensate کرنے کے لیے اُنکی نوکریوں کا بندوبست ہو جائیں، لواحقین میں سے۔ اور ساتھ ہی گورنمنٹ کی طرف سے ان کی compensation کیلئے ایک ط شدہ رقم انکوادی جاتی ہے وہ انکو مل جانی چاہیے۔ اور ساتھ ہی اسی واقعے سے related FIR درج ہوئی ہے قلعہ سیف اللہ میں اُس کو فوری طور پر ختم کرنے کے لئے آپ۔۔۔ (مداخلت) جی۔

وزیر مختار داغلہ و قبائلی امور:

اسکو بالکل دیکھیں گے۔ اگر یہ صرف ایک احتجاج کے حوالے سے تھی تو ضرور اسکو واپس لے لیں گے۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین:

زیرے صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر مختار داغلہ و قبائلی امور:

لیکن اسکو تھوڑا ساد کیکھنے کی ضرورت ہے کہ وہ کس نوعیت کی ایف آئی آر درج ہوئی ہے۔ ظاہر ہے

ایسے بڑے واقعات ہو جاتے ہیں۔ تو لوگوں میں تھوڑا سا غم اور تکلیف ضرور ہوتی ہے۔ تو اُسکی نوعیت کو دیکھتے ہوئے میں یہاں ۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین:

یقیناً ان شریعہ نصیر صاحب! اس طرح کے واقعات میں لوگوں کا اشتغال میں آنا ایک فطری عمل ہوتا ہے۔ یہ صرف قلعہ سیف اللہ یا قلعہ عبداللہ میں نہیں ہیں نہ صرف ڈیرہ بگٹی میں ہیں، یہ ہر جگہ ہوتے ہیں۔ جہاں بھی اس طرح کے واقعات رونما ہوتے ہیں تو لوگ اس درد اس دُکھ کو برداشت، مطلب وہ صبر کا دامن چھوڑ کر مجبوراً، آپ اسکو فطری عمل کہیں کہ وہ روڈ پر آ کر احتجاج کرتے ہیں۔ تو آپ اس معاملے کو دیکھ لیں اور ہر ممکن حد تک کوشش کر لیں کہ یہ FIR ختم ہو جائے۔ Thank you.

ابھی میرے خیال میں یہ تحریک التوا تو نمائادی گئی۔ چونکہ قائد ایوان آئے نہیں ہیں اور دوسرا جو خاص کردو تھے PSDP items اور NFC Award۔ چونکہ معزز ارکین کی یہی رائے تھی کہ قائد ایوان کی موجودگی میں اگر اس پربات ہو جائے تو بہتر ہو گا۔ اگر آپ دوستوں کی اجازت ہے تو قائد ایوان کے آنے تک اور 28 تاریخ کو جب دوبارہ اجلاس ہو گا ان دو آئمیز کو بھی اُسی کے ساتھ 28 تاریخ تک مؤخر کر دیا جائے۔ مہربانی۔ اب آج کا اجلاس مورخہ 28 ستمبر بوقت سہ پہر تین بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 06 جنوری 2019ء پر اختتام پذیر ہوا)

